﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾

﴿اہل سنت والجماعت کون؟﴾

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام علیٰ سيدالأنبياء والمرسلين وعلیٰ آله واصحابه اجمعين: امابعد، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو، اور تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مظبوطی سے تھام لو اور تفرقہ (فرقوں) میں نہ بٹو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت (محبت) ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تم کو اس نے نجات دی، اس طرح اللہ تمہیں اپنی نشانیاں یاد دلاتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ [سورۃ آل عمران، سورۃ ۳، آیت: ۱۰۲ تا ۱۰۳]۔

محترم برادران اسلام! کچھ دنوں سے مجلس تحفظ سنت ودفاع صحابہ رضی اللہ عنہم آندھرا پردیش کی جانب سے پمفلٹ تقسیم کئے جا رہے ہیں، جس میں وہ اپنے آپکو اہل سنت والجماعت ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں، جو کہ ظلمات، تحریفات، اکاذیب اور غلط تاویلات کا پلندا ہے، جب کہ یہ دیوبندی و بریلوی، عقیدے میں مرجیہ بدعتی گمراہ فرقہ ہے، جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ: میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی [سنن ابوداود، حدیث: ۴۵۹۶ وسندہ صحیح]۔ مرجیہ فرقہ دراصل تہتر (۷۳) فرقوں میں سے ہی نکلا ہے (اسکی تفصیل آگے آرہی ہے)۔

اور یہ دین میں ایک امتی (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کی تقلید کرتے ہیں، اور تقلید ہی کو جنّتی ہونے کا ذریعہ مانتے ہیں۔ جیسا کہ: امین صفدر اکاڑوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں:

تقلید ہی میں دین کی حفاظت وصیانت ہے اور دونوں جہانوں کی فوز وفلاح اور نجات مضمر ہے [مطالعہ غیر مقلدیت ج ۱ ص ۱۹۵ تا ۱۹۶] اور لکھتے ہیں: جو لوگ ایک امام کی تقلید نہیں کر

تے وہ فاسق ہیں، اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں [مطالعۂ غیر مقلدیت، ج ۱ ص ۱۰۶]۔

اور تمام دینی مسائل میں ایک امتی (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کے قول ہی کو اپنے لیئے شرعی دلیل اور حجت مانتے ہیں، جیسا کہ: مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں:

ہمارا فتویٰ اور عمل قول امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہ اربعہ (یعنی قرآن وسنت واجماع اور اجتہاد) [ارشاد القاری الی صحیح البخاری، ص ۴۱۲، بحوالہ: دین میں تقلید کا مسئلہ: ص ۲۷]۔

مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی حنفی لکھتے ہیں: ہمارے دلائل یہ روایات (قرآن و حدیث) نہیں ہماری اصل دلیل امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، ہم یہ آیات و احادیث مسائل کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں [جاء الحق، حصہ دوم ص ۵۴۳]۔

انکی اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ہم نے قلم اٹھایا ہے اور کوشش یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے نصوص (دلائل) اور فہم سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تابعین وتبع تابعین ومحدثین ومجتہدین ومفسّرین وشارحین اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ اجمعین) کے ذریعہ سے انکی اصلاح کی جائے اور اہل حدیث کا عقیدہ اور شرعی دلائل کیا ہے، اسکی وضاحت کی جائے، کیونکہ اہل حدیث ہی دین اسلام کے ترجمان وعلم بردار ہیں اور انہیں کی کوششوں سے ساری دنیا میں اسلام پھیلا ہے۔

قارئین کرام: آج ہر فرقہ وجماعت اپنے جنتی ہونے کا دعویدار ہے؟

جیسا کہ یہود ونصاریٰ بھی جنتی ہونے کا دعوہ کرتے تھے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اور یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود ونصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل تو پیش کرو [سورۃ البقرۃ، سورۃ ۲، آیت: ۱۱۱]۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں پس تم سب مجھ سے ڈرتے رہو، تو پھر انہوں نے خود ہی اپنے امر (دین)

کے آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لئے جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اُسی سے خوش ہو رہا ہے [سورۃ المؤمنون، سورۃ ۲۳، آیت: ۵۲ تا ۵۳]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: خبردار! تم سے پہلے اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور یہ ملت (امت) تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی، بہتر (۷۲) آگ میں جائینگے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور یہی ''الجماعۃ'' ہوگا [سنن ابوداود: حدیث: ۴۵۹۷ وسندہ حسن]۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان، کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی کی شرح میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۱ھ) اپنی کتاب "الغنیۃ لطالبی طریق الحق عزوجل" میں لکھتے ہیں: تہتر فرقے دراصل دس گروہوں سے نکلے ہیں (۱) اہل سنت (۲) خارجی (۳) شیعہ (۴) معتزلہ (۵) مرجیہ (۶) مشبہہ (۷) جہمیہ (۸) ضراریہ (۹) نجاریہ (۱۰) کلابیہ۔

اہل سنت کا صرف ایک ہی فرقہ ہے، خارجیوں کے پندرہ (۱۵) فرقے ہیں، شیعہ کے بتیس (۳۲) معتزلہ کے چھے (۶) مرجیہ کے بارہ (۱۲) مشبہہ کے تین (۳) جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ہے یہ سب فرقے تہتر (۷۳) ہوئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق بتایا ہے، ان میں صرف ایک ہی فرقہ نجات پانے والا ہے، اور وہ اہل سنت والجماعت کا فرقہ ہے۔

قدریہ اور معتزلہ انہیں مجبرہ کہتے ہیں کیونکہ (اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ) تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے ارادے اور قدرت سے پیدا ہوئی ہے، اور فرقہ مرجیہ انہیں شکاکیہ کہتے ہیں کیونکہ (اہل سنت) ایمان میں استثناء کرتے ہیں اور ان میں سے ہر شخص یہی کہتا ہے کہ "ان شاء اللہ میں مومن ہوں" (اسکی تفصیل آگے آرہی ہے) اور رافضی انہیں ناصبیہ کہتے ہیں کیونکہ (اہل سنت) امام وحاکم کو جماعت کی رائے سے مقرر کرتے ہیں، اور جہمیہ ونجاریہ انہیں مشبہہ کہتے ہیں کیونکہ (اہل سنت) اللہ تعالیٰ کی صفات میں علم وقدرت اور حیات وغیرہ ثابت کرتے ہیں، اور باطنیہ انہیں حشویہ کہتے ہیں اس لئے

کہ (اہل سنت) رسول اللہ ﷺ کے احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے آثار پر عمل کرتے ہیں، (اور اسی طرح دیوبندی و بریلوی انہیں غیر مقلد لامذہب کہتے ہیں کیونکہ اہل سنت رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں اور دین میں کسی بھی امتی کی تقلید نہیں کرتے) مگر ان میں سے کوئی نام اس نجات پانے والے فرقہ کے لائق نہیں، اس کا صحیح نام صرف اور صرف اہل حدیث و اہل سنت ہے [الغنیۃ لطالبی طریق الحق عزوجل ج ۱ص ۱۲۱] شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تو نجات پانے والا فرقہ اہل حدیث و اہل سنت کو بتا رہے ہیں، اور اس کے خلاف بدعتی گمراہ مرجیہ فرقوں کی تفصیل میں ایک فرقہ حنفیہ کا ذکر کیا ہے دیکھئے [الغنیۃ لطالبی طریق الحق عزوجل ج ۱ص ۱۲۸] تو ہم ان ! حنفی مقلدین دیوبندی و بریلوی جو شیخ عبدالقادر جیلانی کو پیران پیر اور مشکل کشا اور مددگار سمجھتے ہیں انکو اس پر غور وفکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں کہ کون اہل سنت والجماعت ہیں؟ اور کون بدعتی گمراہ فرقہ ہیں؟

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں: اہل سنت والجماعت قدیم و معروف مذہب ہے جو ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل (رحمہم اللہ اجمعین) کی پیدائش سے بھی پہلے صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کا مذہب ہے انہوں نے یہ نبی ﷺ سے سیکھا تھا اور جو شخص اس کے خلاف کرتا ہے وہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بدعتی ہے [منہاج السنۃ النبویۃ: ج ۲ص ۶۰۱] ۔

اور لکھتے ہیں: اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ لوگوں میں سے نجات پانے والا فرقہ ہونے کا سب سے زیادہ مستحق اہل الحدیث والسنۃ ہیں، جن کا رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی متبوع (امام) نہیں جس کے لئے وہ تعصب رکھتے ہوں [مجموع فتاویٰ: ج ۳ص ۳۴۷] ۔

امام محمد بن مفلح المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۳ھ) لکھتے ہیں: اہل حدیث تو نجات پانے والا فرقہ ہے جو حق پر قائم ہے [الآداب الشرعیۃ: ج ۱ص ۲۳۰] ۔

اہل حدیث کی فضیلت سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین کے اقوال کی روشنی میں!

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ میری امت کا ایک طائفہ (یعنی گروہ) حق پر قائم رہے گا کوئی ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے (یعنی قیامت) اور وہ اسی حال میں ہوں گے [صحیح مسلم: حدیث ۴۹۵۰] ۔

اس فرمان نبوی ﷺ کی شرح میں تمام مجتہدین و محدثین و شارحین نے طائفہ (گروہ) سے مراد صرف اہل حدیث ہی کو مانا ہے، جیسا کہ: امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کے سامنے جب اس حدیث کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک وہ گروہ اہل حدیث کا ہے [شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۶۱ وسندہ صحیح] ۔

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں: طائفہ سے مراد اگر اہل حدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ اور کون ہو سکتے ہیں [شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۵۹ وسندہ صحیح] ۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) نے فرمایا: اس گروہ (طائفہ) سے مراد اہل حدیث ہیں [جامع ترمذی: حدیث: ۲۲۲۹، ۲۱۹۲ کے تحت، وسندہ صحیح] ۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) نے فرمایا: اگر اس طائفہ منصورہ سے مراد اہل حدیث نہیں ہے تو مجھے معلوم نہیں کے یہ کون ہیں [معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: حدیث ۲، ص ۱۰۲ وسندہ صحیح] ۔

امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) فرماتے ہیں: یعنی اس سے مراد صرف اہل حدیث ہیں۔ [مسالۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب ص ۴۷ وسندہ صحیح] ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) بھی: اس حدیث رسول ﷺ کے مصداق صرف اہل حدیث ہی کو مانتے ہیں [جامع ترمذی: حدیث: ۲۲۲۹، ۲۱۹۲ کی شرح] ۔

امام اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ) لکھتے ہیں: اہل حدیث کا ذکر اور اہل حدیث ہی کا گروہ قیامت تک حق پر غالب رہے گا۔

[الحجۃ فی بیان المحجۃ و شرح عقیدۃ اہل السنۃ، ج ۱ص ۲۴۶] ۔

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس طائفہ (گروہ) سے مراد اہل سنت والجماعت ہیں جو اہل حدیث کے مذہب پر یقین رکھتے ہیں۔

[اکمال المعلم بفوائد المسلم، ج ۶ص ۳۵۰] ۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) اس حدیث کی شرح میں: امام بخاری، امام احمد بن حنبل اور امام قاضی عیاض رحمہم اللہ اجمعین کے اقوال لکھ کر یہ حجت قائم کی ہے کہ اس حدیث کے مصداق صرف اہل حدیث ہیں اور کوئی نہیں ہیں [شرح نووی، ج ۱۳ص ۶۷] ۔

امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) لکھتے ہیں: اہل اسلام کے لئے نفع ہے اور اہل حدیث، علم وفقہ اور قرآن والوں میں سے ہیں [سنن النسائی: تحت حدیث: ۴۱۴۷] ۔

حافظ عمادالدین ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کہ ''جس دن ہم سب لوگوں کو اُن کے امام کے ساتھ بلائیں گے'' [سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ ۱۷، آیت ۷۱] کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس میں اہل حدیث کی بڑی فضیلت ہے اس لئے کے ان کے امام سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں [تفسیر ابن کثیر، ج ۹ص ۴۷] ۔

اور امام سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کہ ''جس دن ہم سب لوگوں کو اُن کے امام کے ساتھ بلائیں گے'' [سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ ۱۷، آیت ۷۱] کی تشریح میں لکھتے ہیں: اہل حدیث کے لئے اس سے زیادہ فضیلت والی اور کوئی بات نہیں کیونکہ آپ ﷺ کے سوا اہل حدیث کا کوئی اور امام (آعظم) نہیں۔

[تدریب الراوی، ج ۲ص ۵۶۵، نوع ۲۷] ۔

امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۵ھ) سے اہل حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: وہ دنیا میں سب سے بہترین ہیں [معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: حدیث ۳، ص ۱۰۹ وسندہ صحیح] ۔

امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) نے فرمایا: اگر تو کسی آدمی کو دیکھے کے وہ اہل حدیث سے محبت کرتا ہے تو جان لو یہ شخص سنت پر ہے [شرف اصحاب الحدیث ص ۱۳۴ حدیث ۱۴۳ وسندہ صحیح]

ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس پر سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین کا اجماع ہے کہ اس طائفہ (یعنی گروہ) سے مراد صرف اہل حدیث ہیں۔

﴿اہل بدعت کی نشانیاں اور اُنکی پہچان!﴾

امام احمد بن سنان القطان رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) نے فرمایا: دنیا میں کوئی بھی ایسا بدعتی نہیں جو اہل حدیث سے بغض نہیں رکھتا، جب آدمی بدعتی ہو جاتا ہے تو حدیث کی حلاوت اس کے دل سے نکل جاتی ہے [معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: حدیث ۶، ص ۱۱۰، وسندہ صحیح]۔

امام ابوبکر بن ابی داود رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) فرماتے ہیں: اور تو اس قوم (بدعتیوں) میں سے نہ ہو جانا جو اپنے دین سے کھیلتے ہیں ورنہ تو اہل حدیث پر طعن و جرح کر بیٹھے گا۔

[کتاب الشریعۃ للآجری، ص ۲۵۶۵، دوسرا نسخہ: ج ۳ ص ۵۹۳]۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) اپنے مشہور قصیدے "نونیہ" میں لکھتے ہیں:

اے اہل حدیث سے بغض رکھنے اور گالیاں دینے والے! تجھے شیطان سے دوستی قائم کرنے کی "بشارت" ہو [الکافیۃ الشافیۃ فی الانتصار للفرقۃ الناجیۃ ص ۲۳۷]۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۱ھ) لکھتے ہیں: یاد رکھو کہ اہل بدعت کی کچھ مخصوص نشانیاں اور علامات ہیں جن سے وہ پہچان لئے جاتے ہیں۔

اہل بدعت کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔

زندیقوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو حشویہ (جھوٹا) کہہ کر احادیث کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ قدریہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو جبریہ کہتے ہیں۔

جہمیہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل سنت کو مشبہہ کہتے ہیں، رافضیوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو ناصبی کہتے ہیں۔ (اسی طرح گمراہ مقلدین کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو وہابی، نجدی، غیر مقلد، لامذہب کہتے ہیں)۔

یہ تمام القاب اہل سنت سے تعصب، نفرت اور دشمنی کی وجہ سے ہیں، حالانکہ ان کا ایک ہی نام صرف اور صرف اہل حدیث ہے۔

اہل بدعت کے نامزد کردہ القابات ان پر کسی طرح بھی چسپاں نہیں ہوتے جس طرح کفار مکہ نے نبی کریم ﷺ کو ساحر، شاعر، مجنون، مفتون اور کاہن کہتے تھے مگر نبی کریم ﷺ پر یہ القاب صادق نہیں آتے کیونکہ آپ ﷺ کا لقب اللہ کے نزدیک،

فرشتوں، انسانوں، جنوں اور تمام مخلوقات کے نزدیک رسول اور نبی ہے، آپ ﷺ کفار کے نامزد کئے ہوئے تمام القابات سے مبرا اور پاک ہیں،

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: (اے نبی ﷺ) دیکھئے تو سہی آپ کے لئے (یہ کفار مکہ) کیسی مثالیں دیتے ہیں اور یہ راہ حق سے بھٹک چکے ہیں اب سیدھی راہ پر آنے کی ان میں کوئی صلاحیت نہیں [سورۃ بنی اسرآئیل: ۱۷: آیت ۴۸، الغنیۃ لطالبی طریق الحق عزوجل: ج ۱ ص ۱۱۵ تا ۱۱۶]

کیا اہل حدیث صرف محدثین ہی کو کہتے ہیں؟

جس طرح اہل سنت کا مطلب ہے "سنت والے" اسی طرح اہل حدیث کا مطلب ہے "حدیث والے"، جس طرح سنت والوں سے مراد سنی علماء اور انکی عوام ہیں، اسی طرح حدیث والوں سے مراد محدثین کرام اور انکی عوام ہیں، یاد رہے کہ اہل سنت اور اہل حدیث ایک ہی گروہ کے دو صفاتی نام ہیں۔

محدثین کرام کی کئی اقسام ہے مثلاً: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اتباع تبع تابعین، حفاظ حدیث، راویان حدیث، شارحین حدیث، وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین۔

اسی طرح محدثین کرام کی عوام کی بھی کئی اقسام ہیں مثلاً: (۱) بہت پڑھے لکھے لوگ، (۲) درمیانہ پڑھے لکھے لوگ، (۳) تھوڑا پڑھے لکھے لوگ، اور (۴) اَن پڑھ عوام۔

یہ کل گروہ اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک صاحب حدیث (اہل حدیث) وہ ہے جو حدیث پر عمل کرے۔

[الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب، ج ۱ ص ۲۱۹ حدیث ۱۸۶، وسندہ صحیح]۔

امام محمد بن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) اہل حدیث کی صفت یہ بیان کی ہے کہ: وہ حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کے مخالفین (یعنی منکرین حدیث اور مقلدین) کا قلع قمع کرتے ہیں [صحیح ابن حبان: ج ۱۴، ص ۳۳ تا ۳۴: حدیث ۶۱۶۲ کے تحت]۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں: ہم اہل حدیث کا یہ مطلب نہیں لیتے کہ اس سے مراد صرف وہی لوگ ہیں جنھوں نے حدیث سنی، لکھی یا روایت کی بلکہ اس سے

مراد ہم یہ لیتے ہیں کہ ہر آدمی جو اس کے حفظ، معرفت اور فہم کا ظاہری و باطنی لحاظ سے مستحق ہے اور ظاہری و باطنی لحاظ سے اسکی اتباع کرتا ہے [مجموع فتاوی ج ۴ ص ۹۵]۔

ہندو پاک میں اہل حدیث کی آمد!

ہندو پاک میں رسول اللہ ﷺ کے پچیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تشریف لائے، بارہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں، پانچ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں، تین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں، چار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایام حکومت میں، اور ایک یزید بن معاویہ کے زمانے میں۔ اور بیالیس تابعین اور اٹھارہ تبع تابعین رحمہم اللہ اجمعین بھی تشریف لائے ہیں، قال اللہ و قال رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند کیں ہیں۔

[تفصیلات کے لئے، کتاب "برصغیر میں صحابہؓ اور تابعینؒ" مؤلف: محمد اسحاق بھٹی اور قاضی محمد اطہر مبارکپوری کی دو کتابیں "عرب و ہند عہد رسالت میں" اور "خلافت راشدہ اور ہندوستان" کی طرف رجوع کریں]۔

دیوبندیوں و بریلویوں کے پیر طریقت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ "مجاز" بانی جامعہ نظامیہ محمد انوار اللہ فاروقی حنفی لکھتے ہیں: حالانکہ اہل حدیث کل صحابہ تھے کیونکہ فن حدیث کی ابتداء انہیں سے تھی اس لئے کہ انہیں حضرات نے آنحضرت ﷺ سے حدیث لیکر دست بدست اُمت کو پہنچا دیا پھر ان کے اہل حدیث ہونے میں کیا شبہ؟

[حقیقۃ الفقہ حصہ دوم ص ۲۲۸] اور محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی حنفی نے لکھا ہے: اہل حدیث تو تمام صحابہ تھے [اجتہاد اور تقلید کی بے مثال تحقیق: ص ۴۸، بحوالہ اہل حدیث ایک صفاتی نام: ص ۱۱]۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۰ھ) نے ملتان کے رہنے والے لوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں: ان میں اکثریت مذہب اہل حدیث سے وابستہ ہیں۔

[احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم: ۴۸۱]۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہل حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلاف انظار (نظریات) کے پیش نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہل حدیث، اس زمانے سے

لے کر آج تک انھیں پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا[احسن الفتاویٰ: ج۱ص۳۱۶]۔

اور ہاں اسکے برعکس ہندوپاک میں دیوبندی اور بریلوی یہ دونوں انگریزوں کے دور کی پیداوار ہیں کیونکہ دارالعلوم دیوبند اور مذہب دیوبندیت کے بانی محمد قاسم نانوتوی جو ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء میں پیدا ہوئے، اسی طرح مذہب بریلویت کے بانی احمد رضا خان بریلوی جو ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا دیوبندی و بریلوی یہ دونوں بدعتی گمراہ فرقوں کو پیدا ہوئے دوسو(۲۰۰) سال بھی نہیں ہوئے ہیں۔

نوٹ: جولوگ وحیدالزمان یا دوسروں کی کتابوں سے اقوال نقل کر کے اہل حدیث کے خلاف پیش کرتے ہیں، وہ اہل حدیث کے یہاں باطل و مردود ہیں، کیونکہ اہل حدیث دین میں کسی بھی امتی کی تقلید نہیں کرتے اور اُن کہ اقوال اہل حدیثوں کے لیئے دین میں کوئی حجت نہیں ہیں، اہل حدیث تو صرف قرآن واحادیث صحیحہ اور اجماع کو شرعی دلیل اور حجت مانتے ہیں، اور قرآن واحادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہر اجتہاد کو مردود مانتے ہیں۔اس بات کو خود!

دیوبندیوں کے مناظر اسلام امین صفدر اکاڑوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: مگر ایک بات پر غیر مقلدین..کا اتفاق اور اجماع ہے کہ...نواب صدیق حسن خان، میاں نذیر حسین، نواب وحیدالزمان، میر نورالحسن، مولوی محمد حسین اور مولوی ثناءاللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں...غیر مقلدوں کے تمام علماء اور عوام بالاتفاق ان کی کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں، بلکہ برملا تقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو گویا سب غیر مقلدین کا (اس پر) اجماع ہے[مطالعہ غیر مقلدیت ج۱ص۹۸]۔

اور خود بھی مولوی وحیدالزمان لکھتے ہیں: مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم نے "ہدیۃ المہدی" تالیف کی ہے تو اہل حدیث کا ایک بڑا گروہ جیسے مولوی شمس الحق مرحوم عظیم آبادی اور مولوی محمد حسین لاہوری اور مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولوی فقیراللہ پنجابی اور مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری وغیرہ ہم تم سے بددل ہو گئے اور

عامہ(عام) اہل حدیث کو اعتقاد تم سے جاتا رہا، میں نے جواب دیا الحمدللہ کوئی مجھ سے اعتقاد نہ رکھے....[لغات الحدیث: کتاب شین: ج۱۲ص۵۰، دوسرا نسخہ ج۲ص۴۵۷]۔

ایمان کی تعریف میں اہل سنت والجماعت اور فرقہ مرجیہ کے درمیان بنیادی فرق!

ایمان دل کی تصدیق، زبان کے اقرار، اور اعضاء کے عمل کا نام ہے اور ایمان میں کمی نافرمانی کی وجہ سے ہوتی ہے اور ایمان میں زیادتی اطاعت کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور ایمان میں استثناء یعنی "ان شاءاللہ میں مومن ہوں" کہنا ہے۔

یہ عقیدہ قرآن واحادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے قرآن وحدیث کے دلائل کے لئے "ایمان کی کتاب" تالیف حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ ص۴۳ تا ۸۶، کی طرف رجوع کریں، ہم یہاں پر صرف اجماع امت کے اقوال لکھتے ہیں کیونکہ ہم قرآن واحادیث صحیحہ کے ساتھ اجماع امت کو بھی شرعی دلیل اور حجت مانتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں: حجاز وشام اور دیگر ممالک کے تمام علمائے کرام جن سے میں ملا ہوں وہ سب کے سب نیز صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے لیکر آج تک کے تمام اہل علم واہل حدیث واہل سنت جو سنت کو جڑوں سمیت مضبوطی سے تھامے ہیں اور جن کے طریق کار کی اقتداء کی جاتی ہے ان کا یہ مذہب ہے کہ ایمان قول وعمل ونیت اور سنت کی پیروی کا مجموعہ ہے اور ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور ایمان میں استثناء یعنی مومن کہتے وقت ان شاءاللہ کہنا ہے یہ کسی شک کی وجہ سے نہیں بلکہ اتباع سنت ماضیہ کی وجہ سے ہے، اس کے برعکس جولوگ یہ کہتے ہیں کہ ایمان قول ہے اور ایمان میں عمل داخل نہیں وہ مرجیہ ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایمان اقرار کا نام ہے اور اعمال اس سے خارج شرائع ہیں یہ بھی مرجیہ ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان نہ گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے اس کے قائل بھی مرجیہ ہیں اور ایمان میں استثناء یعنی مومن کہتے وقت

ان شاءاللہ نہیں کہتے یہ بھی مرجیہ ہیں اور اپنے ایمان اور جبریل ومیکائل اور فرشتوں کا ایمان یکساں ہے کہتے ہیں وہ بھی مرجیہ ہیں اور کہتے ہیں محض معرفت صرف دل میں ہو جس کا اقرار نہ کیا جائے وہ بھی مرجیہ ہیں[طبقات الحنابلۃ: للقاضی ابی یعلی: ج۱ص۵۴تا۵۵سند حسن]

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) اور تابعین (رحمہم اللہ اجمعین) اور اِن کے بعد والے لوگ جنہیں ہم نے پایا، سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایمان قول وعمل اور نیت (کا نام) ہے، اور اِن تینوں چیزوں میں سے کوئی ایک چیز دوسری کے بغیر کفایت نہیں کرتی[شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: ج۴ص۹۵۶تا۹۵۷رقم ۱۵۹۳]۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں: تمام اہل فقہ اور اہل حدیث کا اجماع ہے کہ ایمان قول اور عمل ہے اور عمل بغیر نیت کے نہیں ہے اور ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور نافرمانی ومعصیت سے کم ہوتا ہے اور اُن کے پاس ساری اطاعت نیکی ہے، سوائے ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، ان کا مذہب ہے کہ اطاعت (عمل) کو ایمان نہیں کہنا چاہئے، ایمان صرف تصدیق اور اقرار کا نام ہے اور بعض نے معرفت کا بھی اضافہ کیا ہے

[التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید: ج۹ص۲۳۸]۔

امام سھل بن المتوکل رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۱ھ) فرماتے ہیں: میں نے ایک ہزار سے زائد اساتذہ کو پایا وہ سب یہی کہتے تھے کہ ایمان قول اور عمل ہے ایمان میں کمی وزیادتی ہوتی ہے۔

[شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: ج۴ص۱۰۳۶، رقم ۱۷۵۴، وسندہ صحیح]۔

امام الالکائی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۸ھ) لکھتے ہیں: تمام فقہاء ایمان میں زیادتی اور کمی کے قائل تھے جیسا کہ: سفیان الثوری، ابن جریج، معمر، الاوزاعی، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، مالک بن مغول، ابن ابی لیلی، ابی بکر بن عیاش، زهیر بن معاویہ، زائدۃ، فضیل بن عیاض، جریر بن عبدالحمید، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، ابن المبارک، ابی شہاب، الحناط، عبثر بن القاسم، یحییٰ بن سعید القطان، وکیع، شعیب بن حریث، اسماعیل بن عیاش، الولید بن مسلم، الولید بن محمد، یزید بن السائب، النضر بن شمیل، النضر بن محمد المروزی،

مفضل بن مھلھل، الشافعی، احمد، اسحاق، ابی عبید اور علی بن المدینی (رحمہم اللہ اجمعین) (یہ تمام محدثین ایمان میں کمی وزیادتی کے قائل تھے) [شرح أصول اعتقاد أهل السنة: ج ۴ ص ۱۰۲۸] ۔

امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں: ایمان قول وعمل (کا نام) ہے، جو کم وزیادہ ہوتا ہے [السنة للخلال ج ۳ ص ۵۸۲، رقم ۱۰۱۲، وسندہ صحیح] اور فرماتے ہیں: میں نے اپنے جس ساتھی کو بھی پایا وہ استثناء (یعنی ان شاء اللہ میں مومن ہوں) کہنے کو جائز قرار دیتے تھے [السنة للخلال ج ۳ ص ۵۹۵، رقم ۱۰۵۳، وسندہ صحیح] ۔

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: ایمان کم بھی ہوتا ہے اور زیادہ بھی، اس میں زیادتی اطاعت کے ذریعے سے اور کمی نافرمانی کے ذریعے سے ہوتی ہے۔

[حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ج ۹ ص ۱۱۴ تا ۱۱۵] ۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں: ایمان قول اور عمل کا نام ہے جو (اطاعت کے ذریعے سے ایمان میں) اضافہ ہوتا ہے، اور زنا اور شراب خوری سے (ایمان) میں کمی آجاتی ہے [السنة للعبد الله بن احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۰۷ رقم ۵۹۹] ۔

امام ولید بن مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) فرماتے ہیں: میں نے ابو عمرو یعنی (امام) اوزاعی (رحمہ اللہ متوفی ۱۵۷ھ)، اور (امام) مالک بن انس (رحمہ اللہ متوفی ۱۷۹ھ) اور (امام) سعید بن عبد العزیز (رحمہ اللہ متوفی ۱۶۷ھ) کو سنا، وہ ایمان میں استثناء کی اجازت دیتے تھے یعنی یوں کہا جا سکتا ہے کہ ان شاء اللہ میں مومن ہوں [السنة للعبد الله بن احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۴۷، رقم ۶۴۴ وسندہ حسن] ۔

امام عبد اللہ بن ادریس رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ) فرماتے ہیں: جو بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ایمان میں کمی وبیشی نہیں ہوتی وہ کذّاب ہے [تاریخ بغداد للخطیب البغدادی ج ۱۵ ص ۵۲۶ وسندہ صحیح] ۔

قرآن واحادیث صحیحہ اور اجماع امت کے عقیدے کے خلاف فرقہ مرجیہ کہتے ہیں جیسا کہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں: مرجیہ کا خیال ہے کہ ایمان صرف قول ہے، بغیر عمل کے ایمان کا اقرار صرف زبان سے کافی ہے، تمام لوگ اپنے ایمان میں برابر ہیں، لوگوں کا ایمان فرشتوں اور نبیوں کے ایمان کے برابر ہیں، اور ایمان

میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی ہے، وہ ایمان میں ان شاء اللہ کہنا درست نہیں سمجھتے، جس نے صرف زبان سے ایمان کا اقرار کر لیا اور عمل کے قریب تک نہ گیا وہ بھی پکّا مومن ہے [طبقات الحنابلة: للقاضي ابي يعلى: ج ۱ ص ۲۶ وسندہ حسن] ۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں: مرجیہ تین مسائل میں ہمارے مخالف ہیں (۱) ہم ایمان میں عمل کے قائل ہیں، مرجیہ ایمان میں عمل نہیں مانتے ہیں (۲) ہم ایمان میں کمی وزیادتی کے قائل ہیں، مرجیہ کہتے ہیں ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے (۳) ہم کہتے ہیں کہ باعتبار اقرار ہم مومن ہیں، مرجیہ کہتے ہیں ہم عند اللہ بھی مومن ہیں [حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ج ۷ ص ۲۹ وسندہ حسن] ۔

امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ متوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں اہل سنت اور اہل حدیث کے اجماع کو کئی لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے ابو عمر ابن عبد البر نے تمہید میں لکھا ہے تمام اہل فقہ اور اہل حدیث کا اجماع ہے کہ ایمان قول اور عمل ہے اور عمل بغیر نیت کے نہیں ہے اور ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور نافرمانی ومعصیت سے کم ہوتا ہے اور اُن کے پاس ساری اطاعت نیکی ہے، سوائے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب، ان کا مذہب ہے کہ اطاعت (عمل) کو ایمان نہیں کہنا چاہئے، ایمان صرف تصدیق اور اقرار کا نام ہے اور بعض نے معرفت کا بھی اضافہ کیا ہے [کتاب الایمان الکبیر لابن تیمیہ ص ۲۶۲] ۔

جیسا کہ: امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے اپنی تصنیف "الفقہ الاکبر" میں درج فرمایا ہے: ایمان اقرار کرنا اور تصدیق کرنا ہے اور آسمان والوں اور زمین والوں کا ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے [الفقہ الاکبر ص ۲۹] ۔

امام ابو حنیفہ نے کہا: آدم (علیہ السلام) کا ایمان اور ابلیس کا ایمان ایک ہے۔

[المعرفة والتاريخ للفسوي ج ۲ ص ۷۸۸ وسندہ صحیح] ۔

امام ابو اسحاق فزاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۶ھ) فرماتے ہیں: میں نے ابو حنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا ایمان اور ابلیس کا ایمان ایک ہے ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ)

نے کہا یا رب اور ابلیس نے کہا یا رب [السنة للعبد الله بن احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۱۹ رقم ۳۷۱ وسندہ صحیح] ۔

امام ابو اسحاق فزاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۶ھ) کہتے ہیں: ہر مرجیہ شخص کا یہی خیال ہے ورنہ انکا مذہب بنتا ہی نہیں [تاریخ بغداد للخطیب البغدادی ج ۱۵ ص ۵۱۰ وسندہ صحیح] ۔

اکثر اہل علم نے امام ابو حنیفہ کو مرجیہ کہا ہے جیسا کہ:

امام عبدہ بن سلیمان مروزی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۹ھ) فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ عبد اللہ ابن المبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ کیا ابو حنیفہ میں کسی قسم کی بدعت بھی پائی جاتی تھی تو (عبد اللہ ابن المبارک) نے جواب دیا ہاں وہ مرجیہ تھے۔

[المعرفة والتاريخ للفسوي ج ۲ ص ۷۸۳ وسندہ صحیح] ۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے شاگرد امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۳ھ) نے فرمایا کہ ابو حنیفہ مرجیہ تھے [المعرفة والتاريخ للفسوي: ج ۲ ص ۷۸۳ وسندہ حسن] ۔

امام ابو اسحاق فزاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۶ھ) فرماتے ہیں: ابو حنیفہ مرجیہ تھے۔

[السنة للعبد الله بن احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۰۷ رقم ۳۲۵ وسندہ صحیح] ۔

امام محمد بن عبد الملک رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۸ھ) فرماتے ہیں: جب امام عبد الرزاق رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) کے سامنے کہا گیا ابو حنیفہ مرجیہ تھے، تو انہوں نے کہا تو نے حق بات کہی ہے۔

[السنة للعبد الله بن احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۲۵ رقم ۳۹۶ وسندہ صحیح] ۔

امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) لکھتے ہیں: نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کوفی مرجیہ تھے۔

[التاریخ الکبیر للبخاری ج ۸ ص ۸۱] ۔ امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے بھی: امام ابو حنیفہ کو مرجیہ میں شمار کیا ہے [کتاب التمییز: ص ۲۶، دوسرا نسخہ ص ۱۹۹] ۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں: ابو حنیفہ مرجیہ تھے اور اسکی (لوگوں) کو دعوت دیتے تھے [السنة للعبد الله بن احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۲۶ رقم ۴۰۲ وسندہ صحیح] ۔

امام ابو عبد الرحمٰن المقری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۲ھ) فرماتے ہیں: اللہ کی قسم ابو حنیفہ مرجیہ تھے اور انہوں نے مجھے بھی اسکی دعوت دی مگر میں نے انکی دعوت کو قبول نہ کرتے ہوئے مرجیہ

بننے سے انکار کر دیا[السنۃ للعبد اللہ بن احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۲۳ رقم ۳۸۶ وسندہ حسن]۔
امام محمد بن ابی سلیمان اصبہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب امام اہل کوفہ ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا تو عمر بن قیس اور ابوحنیفہ سمیت کوفہ کے پانچ اشخاص نے مل کر چالیس ہزار درہم جمع کئے اور یہ پانچوں حضرات ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ کے شاگرد امام حکم بن عتیبہ (رحمہ اللہ) کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم نے چالیس ہزار درہم جمع کر رکھے ہیں یہ تمام درہم آپ کو لا کر دے دیں گے بشرطیکہ آپ مرجیہ مذہب میں ہمارے رئیس و سرپرست بن کر ہمارے مرجیہ مذہب کی سرپرستی کریں امام حکم بن عتیبہ (رحمہ اللہ) نے درہم لینے سے انکار کر دیا اور ان کی شرط بھی قبول نہ کی، ان سے مایوس ہو کر یہ
امام حماد بن ابی سلیمان (جو ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد ہیں اور امام ابوحنیفہ کہ خاص اُستاد بھی ہیں) کے پاس آئے اور ان سے بھی یہی بات کہی
امام حماد بن ابی سلیمان (رحمہ اللہ) نے اس پیشکش کو قبول کر لیا اور چالیس ہزار درہم لے کر فرقہ مرجیہ کے سرپرست وصدر بن گئے [الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۳۰۴ وسندہ صحیح]۔
حنفی مقلدین جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تقلید کرتے ہیں وہ بھی بدعتی گمراہ مرجیہ ہیں جیسا کہ:
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۱ ھ) نے بھی: مرجیہ کے بارا فرقوں کی تفصیل میں ایک فرقہ کا نام ''حنیفہ'' لکھا ہے، جن کا عقیدہ یہ ہے کہ: ایمان اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اور اقرار (کا نام) ہے، اور جتنی چیزیں (اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائیں ان سب پر ایمان لایا جائے [الغنیۃ لطالبی طریق الحق عزوجل: ج ۱ ص ۱۲۸]۔
امام نجم الدین عمر بن احمد نسفی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ ھ) لکھتے ہیں: ایمان تو تصدیق کرنا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے اور اقرار کرنا ہے، اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے، جب بندہ تصدیق اور اقرار کرتا ہے تو اسکے لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ: انا مؤمن حقا یعنی ''یقیناً میں مومن ہوں'' اور اسکے خلاف یہ کہنا جائز نہیں: انا مؤمن اِن شآء اللہ تعالیٰ یعنی ''ان شاء اللہ تعالیٰ میں مومن ہوں'' [العیدۃ النسفیۃ ص ۲۷]۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں: ایمان آسمان والوں میں فرشتے اور جنّتیوں کا اور زمین والوں میں انبیاء اور اولیاء اور بقیہ تمام نیک مومنین اور گنہگاروں کا نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے [شرح الفقہ الاکبر ص ۱۰۵]۔
اسی لئے تو بانی دار العلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی اپنا مرجیہ عقیدہ لکھتے ہیں: دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امتہ سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم (علم) ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں [تحزیر الناس ص ۸]۔ ''نعوذ باللہ''
مگر اہل سنت والجماعت کا عقیدہ تو یہ ہے کہ تمام مسلمان، نہ ایمان میں اور نہ عمل میں صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کے برابر بھی نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ!
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: میرے صحابہ کو برا نہ کہو، اگر تم میں سے کوئی شخص احد (پہاڑ) جتنا سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دے تو بھی ان (صحابہ) کے خرچ کردہ ایک مد (مٹھی) یا اس کے آدھے (جو، غلّے) کے برابر نہیں ہو سکتا [صحیح البخاری: حدیث ۳۶۷۳]۔
اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اہل زمین کے ایمان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان وزن میں زیادہ ہو گا [شعب الایمان للبیہقی ج ۱ ص ۶۹ ح ۳۶، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۱۴۳ تا ۱۴۴ ح ۳۵ تیسرا نسخہ ج ۱ ص ۱۸۰ تا ۱۸۱ ح ۳۵ صحیح]
شبلی نعمانی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: مرجیہ کا مذہب ہے کہ ایمان اور عمل دو مختلف چیزیں ہیں، اور ایمان اور تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرتا... امام ابوحنیفہ کو اس سے کچھ بحث نہ تھی کہ یہ مسئلہ فلاں شخص یا فلاں فرقہ کا ہے، وہ اصل حقیقت کو دیکھتے تھے، جب یہ بحث اُن کے سامنے پیش کی گئی تو انھوں نے علانیہ کہا کہ ایمان اور عمل دو جدا گانہ چیزیں ہیں اور دونوں کا مختلف حکم ہے، اس پر بہت سے لوگوں نے انھیں بھی مرجیہ کہا، وہ ایسا مرجیہ ہونا خود پسند کرتے تھے [سیرت النعمان حصہ دوم ۹۳ تا ۹۴]۔
آگے لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ اس اعتبار سے ایمان کی زیادت ونقصان کے منکر تھے، ان

کے نزدیک جب اعمال جزو ایمان نہیں تو اعمال کی کمی بیشی سے ایمان میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور یہ بالکل صحیح ہے [سیرت النعمان حصہ دوم ۹۸]۔
محمد امجد علی اعظمی بریلوی حنفی لکھتے ہیں: اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، اعمال بدن تو اصلاً جزو ایمان نہیں، رہا اقرار اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو عنداللہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے... عمل جوارح (اعضاء کے عمل) داخل ایمان نہیں... ایمان قابل زیادتی ونقصان نہیں اس لیئے کہ کمی بیشی اُس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق کیف یعنی ایک حالت اِذعانیہ (تصدیق، اعتماد و یقین کی ایک کیفیت کا نام ہے) [بہار شریعت: حصہ اوّل: ص ۱۷۳ تا ۱۸۰]۔
ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دیوبندی و بریلوی حنفی مقلدین مرجیہ بدعتی گمراہ فرقہ ہے، ان حنفی مقلدین کا دور سے بھی اہل سنت والجماعت سے کوئی تعالق نہیں ہے۔
نوٹ: اہل حدیث تابعین و تبع تابعین ومحدثین ومجتہدین واولیاء اللہ وسلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین سے محبت کرتے ہیں اور جو ان سے بُغض رکھتا ہے ہم اُس سے بُغض رکھتے ہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: جو لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں انہیں آپ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، چاہے وہ اُن کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے خاندان والے ہوں، انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو راسخ کر دیا ہے اور اُن کی تائید اپنی نصرت خاص سے کی ہے، اور اللہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ اُن سے راضی ہو گیا، اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، یہی اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، یاد رکھو! بیشک اللہ کی جماعت کے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں [سورۃ المجادلہ: سورۃ ۵۸: آیت ۲۲]۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو

جاؤ[سورۃ التوبۃ: سورۃ ۹: آیت ۱۱۹] دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ: مومنوں کے لیئے مناسب نہیں کہ مومنوں کے بجائے کافروں کو دوست بنائیں[سورۃ آل عمران: سورۃ ۳: آیت ۲۸]۔
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: لوگوں میں سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو ان (صحابہ) کے نزدیک ہیں (تابعین)، پھر وہ جو ان (تابعین) کے نزدیک ہیں (تبع تابعین) [صحیح البخاری: حدیث ۲۶۵۲] اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس شخص نے میرے کسی ولی (دوست) سے دشمنی رکھی تو میں اس شخص کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں[صحیح البخاری: حدیث ۶۵۰۲]۔

اہل حدیث کے شرعی دلائل کیا ہیں؟

اہل حدیث قرآن واحادیث صحیحہ اور اجماع کو شرعی دلائل اور حجت مانتے ہیں، اور واضح دلیل کے نہ ہونے یا نص کے فہم میں اختلاف کی صورت میں اجتہاد کے قائل ہیں۔
علامہ محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ائمہ سنت کے نزدیک بنیادی اصول چار ہیں تمام دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے قرآن وسنت اجماع امت اور قیاس ان میں بھی اصل قرآن اور سنت ہے اجماع اور قیاس کا ماخذ بھی قرآن اور سنت ہے کتاب وسنت کے خلاف نہ اجماع ہوسکتا ہے اور نہ قیاس۔ قرآن اور سنت کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے حفاظ قرآن نے قرآن کے الفاظ کو حفظ کیا ہے اور الفاظ کے مختلف لہجوں کو ضبط کیا حرکات اور سکنات کو پوری احتیاط سے امت تک پہنچایا فصحاء عرب اور جن قبایل اور علاقوں کی زبان مستند تھی قرآن عزیز کی قرأت میں اسکا پورا پورا خیال رکھا آج پوری ذمہ داری سے کہا جاسکتا ہے کہ قرآن عزیز ہمارے پاس پوری طرح محفوظ ہے اس میں کمی ہوئی ہے نہ زیادتی۔
حفاظ حدیث نے سنت کے متون اور اسانید کو پوری ذمہ داری اور محنت سے ضبط کیا جیسے قرآن عزیز میں بعض لوگوں نے خبط پیدا کرنے کی کوشش کی اسی طرح سنت میں بھی

بعض غلط کار ہوا پرست اور تعصب پسند حضرات نے وضع وتخلیق کا سلسلہ شروع کردیا اور سینکڑوں احادیث بناڈالی آنحضرت ﷺ اپنے مقام کو سمجھتے تھے قرآن عزیز کی صریح نصوص اسکی مؤید تھیں کہ آنحضرت ﷺ کا قول فعل سکوت اجتہاد سب حجت شرعی ہیں یقیناً لوگ اس مقام رفیع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے اور غلط چیزیں (باتیں) آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرکے اپنی بدعات اور خرافات کی ترویج کے لئے بہانہ تلاش کریں گے آنحضرت ﷺ نے پوری صاف گوئی سے اس کے عواقب کو واضح فرمایا ''جس نے جان کر میری طرف کوئی جھوٹی اور غلط بات منسوب کی اسے اپنا مقام جہنم میں بنانا چاہئے'' یہ حدیث حضرت جابر، حضرت ابن عباس، حضرت زبیر، حضرت مرہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوقتادہ وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین سے دارمی اور سنت کے باقی دفاتر میں بتواتر منقول ہے۔ اس کے بعد اس آبرو باختہ گروہ نے آنحضرت ﷺ کی طرف غلط چیزیں (باتیں) منسوب کیں خود عذاب الیم میں مبتلا ہوئے اور عوام کے لئے گمراہی کا سامان بہم پہنچایا۔
اللہ تعالیٰ نے ائمہ حدیث اور حفاظ سنت کو توفیق مرحمت فرمائی انہوں نے چھان پھٹک (چھان بین) کر سچ اور جھوٹ کو الگ الگ کردیا اس وقت تین قسم کا ذخیرہ امت کے پاس موجود ہے۔
(۱) بالکل صحیح جہاں انسانی کوشش اور امکان کی حد تک صحیح احادیث کو ضعاف اور اکاذیب سے الگ کردیا گیا ہے۔
(۲) موضوع اور مختلق جسے چھانٹ کر الگ موضوعات کے نام سے شائع کردیا گیا ہے اس میں ان لوگوں کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے جنہوں نے اس معصیت کا ارتکاب کیا ہے تاکہ چور کے ساتھ وہ مال بھی برآمد ہوجائے جیسے چرالیا گیا ہے۔
اللهم بر دمضا جعهم وارفع درجاتهم۔
(۳) مخلوط مواد ایسا ذخیرہ جس میں صحیح ضعیف مختلق ہر قسم کی احادیث موجود ہیں جو

اہل علم کو محنت اور بصیرت کی دعوت دے رہی ہیں طالب حق ان اسباب اور ذرائع کو استعمال کریں جو حق وباطل کی پہچان کے لئے بنائے گئے ہیں اور کھرا اور کھوٹا الگ الگ کریں۔
یہ دین کی بہت بڑی خدمت تھی جو صدیوں کی محنت اور دیدہ ریزی سے کی گئی گویا علمائے امت کے ان کارناموں کی بدولت ہمیشہ کے لئے امت کو آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔
اس حفاظت کا تعلق صرف قوت حافظہ سے ہی نہیں بلکہ امت نے اس کے لئے کئی جدید علوم ایجاد کئے علم رجال، علم موالید، علم وفیات، معرفت البلدان، علم الاباؤ الانباء، کتابت میں مخصوص اصطلاحات، علم اصول حدیث، یہ تمام علوم اور ان کے علاوہ کئی فنون کی ایجاد صرف اسی فن کی حفاظت کے لئے کی گئی۔ شروح حدیث، لغۃ الحدیث، سنن اور جوامع احکام معاجم، اطراف غرض کئی قسم کے تحفظات تھے جو امت نے اس فن کی افادیت وقدردانی کے لئے ایجاد فرمائے۔ یہ سب اسی لئے تھا کہ مقام نبوت کی معرفت اور حفاظت اسی صورت میں ہوسکتی تھی کہ یہ فن محفوظ رہے۔ اگر حدیث شرعی حجت نہ ہوتی اسکی حیثیت عام تاریخی ذخیرہ کی ہوتی تو ان خطیر مساعی اور عظیم الشان تحفظات کی قطعاً ضرورت نہ تھی انسانیت کا تقاضا ہے کہ اپنے اکابر کی اس میراث کی حفاظت کی جائے کیونکہ مقام نبوت ﷺ اور دین کی حفاظت کا اصل طریق یہی ہے۔
[معیار الحق کا پیش لفظ تحقیق علامہ محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ ص ۱۲ تا ۱۳]۔ ان کے کچھ دلائل حسب ذیل ہیں:

قرآن مجید کے حجت ہونے کی دلیل!

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور وحی متلو (وحی جلی) جو اللہ کے رسول محمد ﷺ پر نازل ہوئی اور ہر قسم کی کمی وبیشی سے محفوظ ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: بلاشبہ ہم نے ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں[سورۃ الحجر: سورۃ ۱۵، آیات ۹]۔

اور قرآن مجید عاجز کر دینے والی کتاب ہے، یعنی ساری انسانیت اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس جیسا قرآن لانے کے لیے جمع ہو جائیں تب بھی اس کی مثل نہیں لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں [سورۃ بنی اسرائیل: سورۃ ۱۷، آیات ۸۸]۔

اور مزید دیکھیئے: [سورۃ البقرۃ: سورۃ ۲: آیت ۲۳ تا ۲۴، سورۃ یونس: سورۃ ۱۰: آیت ۳۷ تا ۳۸، سورۃ ھود: سورۃ ۱۱: آیت ۱۳، سورۃ القصص: سورۃ ۲۸: آیت ۴۹، اور سورۃ الطور: سورۃ ۵۲: آیت ۳۳ تا ۳۴]۔

﴿سنت رسول اللہ ﷺ کے حجت ہونے کی دلیل!﴾

سنت جو رسول اللہ ﷺ کا قول ہو یا فعل ہو یا تقریر (تقریر سے مراد ہر ایسا کام ہے جسے آپ ﷺ نے دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھا ہو لیکن اس پر کوئی اعتراض نہ کیا ہو) وحی غیر متلو (وحی خفی) ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے، وہ تو وحی ہے جو اتاری جاتی ہے [سورۃ النجم: سورۃ ۵۳: آیات ۳ تا ۴]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اللہ نے آپ پر کتاب (قرآن) اور حکمت (سنت) نازل فرمائی اور آپ کو وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے [سورۃ النساء: سورۃ ۴: آیات ۱۱۳]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے لئے ان احکامات کو (سنت سے) واضح کر دیں جو ان کی طرف نازل کیے گئے۔

[سورۃ النحل: سورۃ ۱۶: آیات ۴۴]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: رسول (ﷺ) تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ [سورۃ الحشر: سورۃ ۵۹: آیات ۷]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: خبردار! مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مثل ایک اور چیز (یعنی سنت) بھی عطا کی گئی ہے [سنن ابوداود: حدیث ۴۶۰۴ وسندہ صحیح]۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ سے میں جو کچھ سنتا وہ سب لکھ لیا کرتا تھا تا کہ اسے حفظ کرلوں، تو قریشیوں نے مجھے منع کیا، انہوں نے کہا تو ہر بات جو سنتا ہے لکھ لیتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک بشر ہیں غصے اور خوشی (دونوں حالتوں) میں گفتگو کرتے ہیں تو میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، تو آپ ﷺ نے اپنے دہن (منہ) مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لکھا کرو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی نہیں ہے [سنن ابوداود، حدیث ۳۶۴۶ وسندہ صحیح]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: بلاشبہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلافات دیکھے گا، چنانچہ ان حالات میں میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے داڑھوں کے ساتھ پکڑ لینا اور نئی نئی بدعات سے بچنا، دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے [سنن ابوداود، حدیث ۴۶۰۷ وسندہ صحیح]۔

﴿کیا حدیث اور سنت میں فرق ہے؟﴾

حدیث اور سنت میں محض لغوی اعتبار سے فرق ہے جیسا کہ حدیث کا لغوی معنی جدید یا گفتگو وغیرہ ہے اور سنت کا لغوی معنی طریقہ اور سیرت ہے، اصطلاح محدثین میں دونوں باہم مترادف ہیں، جیسا کہ سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین (یعنی محدثین) نے احادیث و آثار کی کتابوں کے نام سنن سعید بن منصور، سنن دارمی، سنن ابن ماجہ، سنن ابوداود، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن دارقطنی، سنن بیہقی اور کتاب السنہ از امام المروزی، کتاب السنہ از امام عبداللہ بن احمد بن حنبل، کتاب السنہ از امام ابوبکر احمد الخلال، کتاب السنہ ابن ابی عاصم، شرح السنہ از امام حسن البربہاری، شرح السنہ از امام بغوی رحمہم اللہ اجمعین وغیرہ کتابوں کے نام رکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ انکے نزدیک حجیت کے لحاظ سے حدیث اور سنت ایک ہی چیز کے دو نام ہے۔

حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۳۵ھ) لکھتے ہیں: ہماری تحقیق کے مطابق حدیث وسنت میں

فرق کا اختراعی نظریہ سب سے پہلے متنبّی کذاب مرزا غلام احمد قادیانی نے پیش کیا تھا جیسا کہ: یہ دھوکہ نہ لگے کہ سُنّت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سَو ڈیڑھ سَو برس کے بعد جمع کی گئی۔ مگر سُنّت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا۔۔'' اور اسی عبارت کے حاشیے پر مرزا نے لکھا ہے کہ ''اہل حدیث فعلِ رسُول اور قولِ رسُول دونوں کا نام حدیث ہی رکھتے ہیں۔ ہمیں انکی اصطلاح سے کچھ غرض نہیں۔ دراصل سُنّت الگ ہے جسکی اشاعت کا اہتمام خود آنحضرت نے بذاتِ خود فرمایا اور حدیث الگ ہے جو بعد میں جمع ہوئی [کشتی نوح: ص ۶۱، مطبوعہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء] [تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات ج ۲ ص ۲۹۱]۔

منکرین حدیث نے حدیث اور سنت میں فرق کرنے والے اس نظریے کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور دن رات اسے سادہ لوح مسلمانوں میں پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔

بلکہ اب دیوبندی حنفی مقلدین بھی کذاب قادیانی اور منکرین حدیث کی تقلید میں حدیث اور سنت میں فرق بیان کر رہے ہیں، ان دیوبندیوں کے لیئے عرض ہے کہ:

مولوی محمد عبدالرشید نعمانی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: لفظ حدیث عربی زبان میں وہی مفہوم رکھتا ہے جو ہم اردو میں گفتگو، کلام یا بات سے مراد لیتے ہیں چونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام گفتگو اور بات کے ذریعہ پیام الٰہی کو لوگوں تک پہنچاتے اپنی تقریر اور بیان سے کتاب اللہ کی شرح کرتے اور خود اس پر عمل کر کے اس کو دکھلاتے تھے اسی طرح جو چیزیں (اعمال) آپ کے سامنے ہوتیں اور آپ ان کو دیکھ کر یا سن کر خاموش رہتے تو اسے بھی جزء دین سمجھا جاتا تھا کیونکہ اگر وہ امور منشاء دین کے منافی ہوتے تو آپ یقیناً ان کی اصلاح کرتے یا منع فرما دیتے، لہٰذا ان سب کے مجموعہ کا نام احادیث قرار پایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اقوال، اعمال اور احوال کو حدیث سے تعبیر کرنا خود ساختہ اصطلاح نہیں بلکہ خود قرآن کریم ہی سے مستنبط ہے [امام ابن ماجہؒ اور علم حدیث: ص ۱۲۸]۔

مفتی محمد تقی عثمانی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: سنت کے بارے میں بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کے صرف عمل کا نام ہے اور یہ احادیث ان میں شامل

نہیں، لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ استعمال عام میں حدیث، خبر، اثر، اور سنت میں کوئی فرق نہیں [درس ترمذی: ج ۱ص ۲۱]۔

اشرف علی تھانوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اسکو تھامے رہوگے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن، دوسرے نبی کی سنت یعنی حدیث [بہشتی زیور: ساتواں حصہ: ص ۳۸۰]۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ حنفی نے بھی حدیث اور سنت دونوں کو ایک ہی قرار دیا ہے دیکھئے [قواعد فی علوم الحدیث: ص ۲۴]۔

کیا حدیث صحیح وحسن ہی حجت ہوتی ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر دے تو تم اُس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو [سورۃ الحجرات: سورۃ ۴۹: آیات ۶]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: مجھ پر جھوٹ باندھنا تم میں سے کسی ایک پر جھوٹ باندھنے کی مثل نہیں، جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ [صحیح البخاری: حدیث ۱۲۹۱]۔

اور فرماتے ہیں کہ: اخیر زمانہ میں جھوٹے دجال لوگوں کا ظہور ہوگا اور وہ تم کو ایسی احادیث سنائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے، جس قدر ممکن ہو تم ان سے دور رہنا کہیں وہ تمہیں گمراہی اور فتنہ میں مبتلا نہ کردیں [صحیح مسلم، مقدمہ: حدیث ۱۶]۔

مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بشیر بن کعب عدوی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آکر حدیث بیان کرنے لگے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نہ تو ان کی بیان کردہ حدیث غور سے سنی اور نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا، بشیر بن کعب عدوی کہنے لگے اے ابن عباس (رضی اللہ عنہ)! میں آپ کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کررہا ہوں اور آپ توجہ بھی نہیں کرتے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک وقت وہ تھا کہ جب کوئی شخص یہ کہتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو بے ساختہ

ہماری نگاہیں اس کی طرف اٹھتیں اور ہم غور سے اس کی حدیث سنتے لیکن جب سے لوگ بُری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی جب سے لوگوں نے سچی اور جھوٹی ہر قسم کی احادیث روایت کرنا شروع کیں) تو ہم لوگوں نے سننا چھوڑ دیا، مگر جس حدیث رسول ﷺ کو ہم پہچانتے ہیں [صحیح مسلم، مقدمہ: حدیث ۲۱]۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث کی سند امور دین سے ہے، اور اگر حدیث کے ثبوت کے لیے سند ضروری نہ ہوتی تو ہر شخص اپنی مرضی سے دین میں اپنی من مانی باتیں کہنے لگتا [صحیح مسلم، مقدمہ: حدیث ۳۲]۔

امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: پہلے لوگ سند حدیث کی تحقیق نہیں کرتے تھے لیکن جب دین میں فتنے داخل ہوگئے تو لوگ سند حدیث کی تحقیق کرنے لگے اور جس حدیث کی سند میں اہل سنت راوی ہوتے اس کو قبول کرتے اور جس کی سند میں اہل بدعت ہوتے اس کو چھوڑ دیتے [صحیح مسلم، مقدمہ حدیث ۲۸]۔

ان دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا دارومدار راویان حدیث اور اصول حدیث پر ہے، راویان حدیث کی چار بڑی اقسام ہے، جیسا کہ:

قسم (۱) جن کے ثقہ وصدوق ہونے پر اتفاق ہے اور کوئی اختلاف نہیں۔ اس قسم کے راویوں کی غیر معلول اور غیر شاذ حدیث کے صحیح ہونے پر اہل ایمان کا اجماع ہے۔

قسم (۲) جن کے ضعیف و مجروح ہونے پر اتفاق ہے اور کوئی اختلاف نہیں۔

اس قسم کے راویوں کی بیان کردہ حدیث ضعیف و مردود ہوتی ہے، اِلا یہ کہ اُس کی معتبر متابعت یا قوی شاہد ثابت ہو۔ ان دونوں اقسام میں اتفاقی فیصلہ حق اور حجت ہے، کیونکہ اجماع شرعی حجت ہے۔

قسم (۳) جن کے ثقہ وصدوق یا ضعیف و مجروح ہونے پر اختلاف ہے۔

ایسی صورت میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ تطبیق و توفیق اور خاص کو عام پر مقدم کرنا چاہیئے، اگر تطبیق و توفیق اور خاص کی عام پر تقدیم ممکن نہ ہو تو پھر ہمیشہ جمہور

محدثین (مثلاً ایک کے مقابلے میں دو) کو ترجیح دینی چاہیئے اور اس طرح یہ مسئلہ بغیر کسی فرقہ پرستی، خواہش پرستی اور تناقضات کے حل ہوجاتا ہے۔

قسم (۴) جن کی توثیق ثابت نہیں اور وہ علم کے ساتھ مشہور نہ ہونے کی وجہ سے مجہول و نامعلوم کے حکم میں ہیں۔ اس قسم کے راویوں کی روایت قول راجح میں ضعیف و مردود ہوتی ہے۔ اور اسی طرح مدلّس (مدلّس کے عنعنہ والی) روایت معلول ہونے کی وجہ سے (غیر صحیحین میں) ضعیف و مردود ہوتی ہے [تفصیلات کے لئے: اختصار علوم الحدیث، تالیف: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ)، ترجمہ، تحقیق وحواشی حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۳۵ھ) کی طرف رجوع کرے]

ہم اپنی مرضی کے مطابق روایت کو صحیح اور مرضی کے خلاف روایت کو ضعیف نہیں کہتے بلکہ ہمیشہ اصول کی پابندی اور عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں، والحمدللہ۔

اجماع کے حجت ہونے کی دلیل!

اجماع قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد رسول (اللہ ﷺ) کی مخالفت کرے اور مومنوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تابعین و تبع تابعین ومحدثین ومجتہدین ومفسّرین و شارحین رحمہم اللہ اجمعین کے اجماع) کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے [سورۃ النساء: سورۃ ۴: آیت ۱۱۵]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کریگا اور اللہ کا ہاتھ جماعت (یعنی اجماع) پر ہے [المستدرک للحاکم ج ۱ص ۲۰۲ حدیث ۳۹۹ وسندہ صحیح]۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ: جو مسئلہ کتاب وسنت میں نہ ملے تو لوگوں کا اجماع دیکھ کر اُس پر عمل کرو [مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۱۱ص ۶۰۶ تا ۶۰۷ حدیث ۲۳۴۴۴ وسندہ صحیح]۔

سیدنا ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ نے بھی الجماعۃ (اجماع) کو لازم پکڑنے کا حکم دیا اور فرمایا بے شک اللہ عزوجل محمد ﷺ کی اُمت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

[المعرفة والتاریخ للفسوی: ج ۳ ص ۲۴۴ وسندہ صحیح]۔

اور یاد رہے کہ صحیح حدیث کے خلاف اجماع ہوتا ہی نہیں۔

اجتہاد کے جائز ہونے کی دلیل!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں فقاہت عطا فرماتے ہیں [صحیح البخاری: حدیث ۷۱]۔

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے اکہرا ثواب ملتا ہے [صحیح البخاری: حدیث ۷۳۵۲]۔

واضح دلیل کے نہ ہونے یا نص کے فہم میں اختلاف کی صورت میں ہم اجتہاد کے قائل ہیں، اور یاد رہے کہ قرآن وحدیث کے خلاف ہر اجتہاد مردود ہے اور قرآن وحدیث کا وہی مفہوم معتبر ہے جو سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین سے بالاتفاق ثابت ہے، اور اجتہاد کی بہت سی اقسام ہیں مثلاً آثار سلف صالحین سے استدلال، قیاس، اَولیٰ غیر اَولیٰ اور مصالح مرسلہ وغیرہ، لیکن یہ اجتہاد عارضی اور وقتی ہوتا ہے اسے دائمی قانون کی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔

مشہور اہل حدیث عالم اور شیخ الشیوخ حافظ ابو عبداللہ محمد گوندلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۵ھ) لکھتے ہیں:

اہل حدیث کے اصول کتاب وسنت، اجماع اور اقوال صحابہ وغیرہ ہیں، یعنی جب کسی ایک صحابی کا قول ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ ہو، اگر اختلاف ہو تو ان میں سے جو قول کتاب وسنت کی طرف زیادہ قریب ہو، اس پر عمل کیا جائے اور اس پر کسی عمل، رائے یا قیاس کو مقدم نہ سمجھا جائے، اور بوقت ضرورت قیاس پر عمل کیا جائے، قیاس میں اپنے سے اَعلم (زیادہ علم والے) پر اعتماد کرنا جائز ہے، یہی مسلک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، دیگر ائمہ اور اہل حدیث کا ہے [الاصلاح: حصہ اول ص ۱۳۵]۔

حنفی مقلدین کے شرعی دلائل کیا ہیں؟

حنفی مقلدین دیوبندی و بریلوی صرف قول امام کو ہی شرعی دلیل حجت مانتے ہیں، جیسا کہ: مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: ہمارا فتویٰ اور عمل قول امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا اس لئے کہ ہم امام (ابوحنیفہ) رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ (یعنی قرآن وسنت واجماع امت اور اجتہاد) [ارشاد القاری الی صحیح البخاری، ص ۴۱۲، بحوالہ: دین میں تقلید کا مسئلہ: ص ۲۷]۔

مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی حنفی لکھتے ہیں: اب ایک فیصلہ کن جواب عرض کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے دلائل یہ روایات (قرآن وسنت) نہیں ہماری اصل دلیل امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، ہم یہ آیات واحادیث مسائل کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں [جاء الحق، حصہ دوم ص ۵۴۳]۔

اور مفتی صاحب لکھتے ہیں: کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں (قرآن وحدیث) نہیں ان کی دلیل صرف قول امام ہے، قول امام کی تائید (میں) یہ روایتیں (قرآن وحدیث) ہیں [جاء الحق، حصہ دوم ص ۱۷۴]۔

شیخ احمد سرہندی حنفی فرماتے ہیں: مقلد کو اس امر کی اجازت نہیں کہ مجتہد (امام) کی رائے کے خلاف از خود ہی کتاب وسنت سے احکام اخذ کرتا پھرے اور ان پر عمل کرے [مکتوبات امام ربانی، مترجم محمد سعید احمد نقشبندی ج ۲ ص ۷۰، مکتوب: ۲۸۶]۔

عامر عثمانی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: مقلدین کے لئے حدیث وقرآن کے حوالوں کی ضرورت نہیں بلکہ ائمہ وفقہاء کے فیصلوں اور فتووں کی ضرورت ہے۔

[ماہنامہ تجلی دیوبند، ج ۱۹ شمارہ: ۱۱، ۱۲ جنوری فروری ۱۹۶۸ء جواب نمبر ۱ ص ۴۷]

حنفی مقلدین امام کے قول کی وجہ سے قرآن مجید کی آیات مبارکہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، جیسا کہ: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ: مائیں اپنی اولاد کو دو سال میں

دودھ چھڑائیں [سورۃ البقرۃ: سورۃ ۲: آیت ۲۳۳، اور سورۃ لقمان: سورۃ ۳۱: آیت ۱۴]۔

مگر شبیر احمد عثمانی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: دودھ چھڑانے کی مدت جو یہاں دو سال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی، جمہور (اجماع) کے نزدیک دو ہی سال ہیں واللہ اعلم [تفسیر عثمانی: ج ۳ ص ۸۷ دوسرا نسخہ ص ۱۷۳۱، سورۃ لقمان: سورۃ ۳۱: آیت ۱۴، حاشیہ: ۱۵]۔

ابوالحسن الکرخی حنفی (متوفی ۳۴۰ھ) لکھتے ہیں: اصل یہ ہے کہ ہر آیات جو ہمارے ساتھیوں (فقہاء حنفیہ) کے قول (قیاس) کے خلاف ہے اسے منسوخیت پر محمول یا مرجوح سمجھا جائے گا، بہتر یہ ہے کہ تطبیق کرتے ہوئے اس کی تاویل کر لی جائے [اصول البزدوی وبلیہ اصول کرخی: ص ۳۷۳]۔ اسی طرح امام کے قول کے خلاف حدیث رسول ﷺ کو بھی رد کرنے کے اصول بنائے گئے ہیں، جیسا کہ: ابوالحسن الکرخی حنفی (متوفی ۳۴۰ھ) لکھتے ہیں: اصل یہ ہے کہ ہر حدیث جو ہمارے ساتھیوں (فقہاء حنفیہ) کے قول (قیاس) کے خلاف ہے تو اسے منسوخ یا اس جیسی دوسری روایت کے معارض سمجھا جائے گا پھر دوسری دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا [اصول البزدوی وبلیہ اصول کرخی: ص ۳۷۳]۔

نظام الدین الشاشی حنفی (متوفی ۳۴۴ھ) لکھتے ہیں: اگر حدیث قیاس کے موافق ہو تو عمل ضروری ہوگا اگر قیاس کے مخالف ہو تو (حدیث) کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہو گا [اصول الشاشی عمدۃ الحواشی: ص ۱۷۴]۔

اسی لیئے تو شیخ احمد سرہندی حنفی تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کے بارے میں کہتے ہیں: جب کہ معتبر روایت میں اشارے کی حرمت واقع ہو چکی ہے اور اشارے کے مکروہ ہونے پر فتویٰ دیا گیا ہے، اشارہ اور گرہ لگانے سے علماء روکتے ہیں، اور اسے اپنے اصحاب کا ظاہر اصول بتاتے ہیں، تو ہم مقلدوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ احادیث کے موافق عمل کر کے اشارہ کرنے کی جرأت کریں اور اس قدر علماء اور مجتہدین کے فتووں کے باوجود ایک حرام اور مکروہ اور ممنوع کام کا ارتکاب کریں۔

[مکتوبات امام ربانی، مترجم محمد سعید احمد نقشبندی ج ۲ ص ۸۹۹ مکتوب: ۳۱۲]۔

مگر رسول اللہ ﷺ تشہد میں کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اپنا انگوٹھا بیچ کی انگلی پر رکھتے یعنی گرہ بناتے تھے دیکھئے [صحیح مسلم، حدیث ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸]۔

حدیث نبوی ﷺ پر عمل کرنے کو حرام اور مکروہ اور ممنوع کہہ کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اور یہی نہیں بلکہ احادیث صحیحہ کی مشہور کتاب صحیح البخاری پڑھنے والے شخص کو زندیق کا فتویٰ بھی دیا ہے: جمال الدین یوسف بن موسیٰ الملطی الحنفی نے کہا: جو بھی کتاب صحیح بخاری پڑھتا ہے وہ زندیق ہو جاتا ہے [شذرات الذہب فی اخبار من ذہب: ج ۹ ص ۶۵]۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بیان کردہ احادیث نبوی ﷺ کو قیاس کے خلاف اور غیر فقیہہ مان کر چھوڑ دیتے ہیں جیسا کہ:

امام ذھبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں: بغداد کی جامع مسجد میں (ایک) حنفی (شخص) نے کہا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی حدیث قابل قبول نہیں ہے [سیر اعلام النبلاء: ج ۲ ص ۶۱۸ تا ۶۱۹ وسندہ صحیح]۔

حسام الدین حنفی (متوفی ۶۴۴ھ) لکھتے ہیں: اگر راوی (صحابی) عادل ہو، حافظ اور ضابط ہو لیکن وہ فقیہہ نہ ہو، اگر اس کی حدیث قیاس کے موافق ہو تو اُسے قبول کر لیا جائے گا ورنہ چھوڑ دیا جائے گا، جیسا کہ ابو ہریرہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما ہیں تاکہ رائے (قیاس) کا دروازہ بند نہ ہو [الحسامی: ص ۷۴ تا ۷۵]۔

نظام الدین الشاشی حنفی (متوفی ۳۴۴ھ) لکھتے ہیں: اور اسی (اصول) پر ہمارے ساتھیوں (فقہائے حنفیہ) نے (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی (رسول اللہ ﷺ سے بیان کردہ) روایت کو ترک کر دیا ہے [اصول الشاشی احسن الحواشی: ص ۷۵ تا ۷۶]۔

خواہ اس اصول میں صحابی کی عظمت کا کچھ پاس باقی نہ رہے، اس اصول میں دو بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو غیر فقیہہ کے القاب سے نوازا گیا آخر انہیں غیر فقیہہ کیوں بنایا گیا وہ اس لیے کہ حنفی مذہب کی بنیاد صرف قیاس (رائے) پر قائم ہے جیسا کہ:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے ایک دن اپنے شاگرد قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۳ھ)

سے فرمایا: اے یعقوب! (ابو یوسف) تیری خرابی ہو! میری ہر بات نہ لکھا کر، میری آج ایک رائے ہوتی ہے اور کل بدل جاتی ہے، کل دوسری رائے ہوتی ہے تو پھر پرسوں وہ بھی بدل جاتی ہے [تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ ص ۶۰۷ ت ۲۴۶۱ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۳۶۵]

امام اوزاعی (رحمہ اللہ متوفی ۱۵۷ھ) فرماتے ہیں: ہم قیاس کی وجہ سے ابو حنیفہ کو برا نہیں سمجھتے ہم سب قیاس کرتے ہیں ہم اس لیئے برا سمجھتے ہیں کہ ان سے جب حدیث رسول ﷺ بیان کی جاتی ہے تو وہ اس کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں [السنۃ للعبد اللہ ج ۱ ص ۲۰۷ رقم ۳۲۶ وسندہ صحیح]۔

امام اہل سنۃ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں: اصحاب الرائ اہل بدعت ہیں یہ لوگ سنت وحدیث کے دشمن ہیں اور رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کے اقوال کو رد کر دیتے ہیں، اور اصحاب الرائ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی رائے و قیاس پر عمل کرتے ہیں [طبقات الحنابلۃ: للقاضی ابی یعلی: ج ۱ ص ۱۷ وسندہ حسن]۔

اسحاق بن منصور المروزی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۱ھ) نے بیان کیا: میں نے (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ)) سے کہا: کیا آدمی کو اصحاب ابی حنیفہ سے بغض رکھنے پر ثواب ملے گا؟ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے) فرمایا: ''جی ہاں، اللہ کی قسم''۔

[مسائل الامام احمد حنبل واسحاق بن راہویہ، بروایۃ اسحاق بن منصور المروزی: ج ۹ ص ۴۷۶۵: رقم ۳۴۴۱]۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) لکھتے ہیں: میں نے میرے والد (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ)) سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنے کسی دینی معاملہ میں پوچھنا چاہتا ہے یعنی ایمان یا طلاق سے متعلق یا اس کے علاوہ، اور اس کے شہر میں اصحاب الرائے ہیں اور اہل حدیث بھی جو نہ تو حفاظ ہیں اور نہ حدیث کی معرفت میں ضعیف اسناد اور قوی اسناد ہونے کی پہچان نہیں رکھتے تو سائل مسئلہ اصحاب الرائے سے پوچھے یا اہل حدیث سے جو معرفت میں کمزور ہیں، تو انہوں نے کہا کہ وہ سائل اہل حدیث سے پوچھے اور اصحاب الرائے سے نہ پوچھے کیونکہ ضعیف حدیث ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر ہے [السنۃ للعبد اللہ بن احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۸۰ تا ۱۸۱ رقم ۲۲۹]۔

جنّتی بننے کا ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت یا ایک امتی کی تقلید؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: جس نے رسول (اللہ ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی [سورۃ النساء: سورۃ نمبر ۴: آیت نمبر ۸۰]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی [صحیح البخاری: حدیث: ۷۱۳۷]۔

اہل حدیث اس بات کی دل، زبان اور عمل سے گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، امام الانبیاء، سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، افضل البشر، ہادی برحق اور واجب الاتباع ہیں، آپ ﷺ کی نبوت، امامت اور رسالت قیامت تک ہے، آپ ﷺ کا قول، عمل اور اقرار سب حجت برحق ہے، آپ ﷺ کی سچی اطاعت میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین رکھتے ہیں، اور آپ ﷺ کی نافرمانی میں دونوں جہانوں کی ناکامی اور تباہی کا یقین رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: یہ حدیں اللہ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ کی اور اسکے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کریگا اسے اللہ جنتوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہے، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے، اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے آگے نکلے گا، اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، ایسوں ہی کے لیے رسوا کن عذاب ہے [سورۃ النساء: سورۃ نمبر ۴: آیت نمبر ۱۳ تا ۱۴]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے (خود جنت میں جانے سے) انکار کر دیا، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! (جنت میں داخلے سے) کون انکار کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس

نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں داخلے سے) انکار کر دیا [صحیح البخاری: حدیث: ۷۲۸۰]۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کے محبّ بننے کا ذریعہ ہے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: (اے نبی ﷺ آپ) کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے [سورۃ آل عمرن: سورۃ نمبر ۳: آیت نمبر ۳۱]۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی عظیم کامیابی کا ذریعہ ہے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: جس نے اللہ اور رسول (اللہ ﷺ) کی اطاعت کی یقیناً اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی [سورۃ الاحزاب: سورۃ نمبر ۳۳: آیت نمبر ۷۱]۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: مومنوں کی بات تو یہ ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ انکے معاملات کا فیصلہ کر دیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، یہی لوگ (دونوں جہانوں کی) کامیابی پانے والے ہیں، اور جو کوئی اللہ اور رسول (اللہ ﷺ) کی اطاعت کریں اور اللہ کے (عذابوں) سے ڈرتے رہیں، اور (خوف الٰہی) سے تقویٰ اختیار کریں پس یہی لوگ (عظیم) کامیابی پائیں گے [سورۃ النور: سورۃ نمبر ۲۴: آیت نمبر ۵۱ تا ۵۲]۔

رسول ﷺ کی اطاعت ہی جنت میں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی رفاقت کا ذریعہ!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اور جو بھی اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبیوں، وصدیقوں، و شہیدوں اور نیک لوگ یہ بہترین رفیق (ساتھی) ہیں یہ فضل (خاص) اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے [سورۃ النساء: سورۃ نمبر ۴: آیت نمبر ۶۹ تا ۷۰]۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی ہدایت کا ذریعہ ہے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اگر تم اس (رسول ﷺ) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ

گے [سورۃ النور: سورۃ نمبر ۲۴: آیت نمبر ۵۴]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ہر (نیک) عمل کے لیے چستی اور رغبت ضروری ہے اور ہر چستی و رغبت کے لیے (عمل میں) وقفہ انقطاع ضروری ہے، پس جس نے یہ وقفہ میری سنت (کی اتباع) کے لیے کیا وہ ہدایت پا گیا اور جس نے مخالفت (یعنی تقلید) کے لیے وقفہ کیا وہ ہلاک ہو گیا [صحیح ابن خزیمۃ: ج ۳ ص ۲۹۴، حدیث: ۲۱۰۵ وسندہ صحیح]۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کی رحمت کا ذریعہ ہے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے [سورۃ آل عمران: سورۃ نمبر ۳: آیت نمبر ۱۳۲]۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی نیک اعمالوں کے حفاظت کا ذریعہ ہے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (اللہ ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو [سورۃ محمد: سورۃ نمبر ۴۷: آیت نمبر ۳۳]۔

سید المرسلین، امام الانبیاء، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، افضل البشر، ہادی برحق، محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو چھوڑ کر حنفی مقلدین صرف ایک امتی کی تقلید ہی کو جنّتی بننے کا ذریعہ مانتے ہیں!

امین صفدر اکاڑوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: تقلید ہی میں دین کی حفاظت وصیانت ہے اور دونوں جہانوں کی فوز وفلاح اور نجات مضمر ہے [مطالعہ غیر مقلدیت ج ا ص ۱۹۵ تا ۱۹۶]۔

مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی حنفی لکھتے ہیں: یعنی چار مذہبوں کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں، اگر چہ وہ صحابہ کے قول اور صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہی ہو، جو ان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، کیونکہ حدیث وقرآن کے محض ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے [جاء الحق، حصہ اول ص ۲۸ تا ۲۹]۔

اکاڑوی دیوبندی حنفی سے سوال کیا گیا کہ: جو لوگ چاروں اماموں میں سے کسی ایک

امام کی تقلید نہیں کرتے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اکاڑوی حنفی لکھتے ہیں: موجودہ دور میں جو لوگ ائمہ اربعہ (یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اجمعین) میں سے ایک امام کی تقلید نہیں کرتے وہ فاسق ہیں، اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں [مطالعہ غیر مقلدیت، ج ا ص ۱۰۶]۔

یہ سب ان حنفی مقلدین کا صرف گمان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: حالانکہ انہیں اسکا علم نہیں وہ اپنے صرف گمان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بیشک گمان حق کے مقابلے میں کچھ کام نہیں دیتا [سورۃ النجم: سورۃ نمبر ۴۹، آیت نمبر ۲۸]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اور ان میں سے اکثر (لوگ) صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں، یقیناً گمان حق کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتا ہے، بیشک اللہ تمہارے (سب) اعمال سے خوب واقف ہے [سورۃ یونس: سورۃ نمبر ۱۰: آیت نمبر ۳۶]۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ان (مقلدین) سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل (قرآن وسنت سے) تو پیش کرو [سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر ۲، آیت نمبر ۱۱۱]۔

اور اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ: جن لوگوں نے دین کو فرقوں میں تقسیم کر کے گروہ گروہ (یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ) بن گئے (اے نبی ﷺ) آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ فقط اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے، پھر وہ انہیں جتلا دے گا جو وہ کرتے تھے [سورۃ الانعام: سورۃ نمبر ۶: آیت نمبر ۱۵۹]۔

اللہ تعالیٰ تو رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہیں کہ: آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول (بنا کر بھیجا گیا) ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی (ﷺ) پر جو خود بھی اللہ اور اس کے کلاموں پر ایمان رکھتا ہے، اور تم انہیں کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

[سورۃ الاعراف: سورۃ نمبر ۷: آیت نمبر ۱۵۸]۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ سے ملنے کی اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے [سورۃ الاحزاب: سورۃ نمبر ۳۳: آیت نمبر ۲۱]۔

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک خط (لکیر) کھینچی اور فرمایا "یہ اللہ کا راستہ ہے" پھر اسکے دائیں بائیں اور خط (لکیریں) کھینچی اور فرمایا یہ جو راستے ہیں ہر راستے پر شیطان کھڑا ہے اور اسی طرف بلاتا ہے پھر آپ نے آیت تلاوت فرمائی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) یہ میرا راستہ ہے جو سیدھا راستہ ہے سو تم اسی راستے پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ راستے تمہیں اللہ کے راستہ سے جدا کر دیں گے۔

[سورۃ الانعام، سورۃ نمبر ۶، آیت نمبر ۱۵۳، سنن الدارمی: ج ۱ ص ۲۸۵ حدیث ۲۰۸ وسندہ حسن]۔

رسول اللہ ﷺ کہ بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: (اے نبی ﷺ) بیشک آپ سیدھے راستے پر ہیں [سورۃ الزخرف: سورۃ نمبر ۴۳: آیت نمبر ۴۳]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: (اے نبی ﷺ) بیشک آپ سیدھے راستے کی طرف (لوگوں کو) بُلاتے ہیں [سورۃ المؤمنون: سورۃ نمبر ۲۳: آیت نمبر ۷۳]۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: (اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجیے) میری پیروی (اطاعت) کرو یہی سیدھا راستہ ہے [سورۃ الزخرف: سورۃ نمبر ۴۳: آیت نمبر ۶۱]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جس نے میرے طریقے (راستہ) سے منہ موڑا، اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں [صحیح البخاری: حدیث: ۵۰۶۳]۔

جو بھی شخص رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا وہ گمراہ ہے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ اور رسول (ﷺ) کی جو بھی نافرمانی کرے، وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

[سورۃ الاحزاب: سورۃ نمبر ۳۳: آیت نمبر ۳۶]۔

جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اُن سے محبت نہیں کرتا ہے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: (آپ) کہہ دیجیے کہ اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ کافروں (نافرمانوں) سے محبت نہیں کرتا۔

[سورۃ آل عمران: سورۃ نمبر ۳: آیت نمبر ۳۲]۔

رسول اللہ ﷺ کے نافرمانوں پر رسول اللہ ﷺ کا کوئی ذمہ نہیں ہے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: تم اللہ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو، اگر اعراض کرو گے تو جان رکھو کہ ہمارے رسول (ﷺ) کے ذمے صرف صاف صاف (اللہ تعالیٰ کا حکم) پہنچا دینا ہے۔

[سورۃ المائدۃ: سورۃ نمبر ۵: آیت نمبر ۹۲]۔

قیامت کے دن یہ مقلدین باعث حسرت وندامت سے کہیں گے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اور اس (قیامت کے) دن ظالم (مقلد) اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا ہائے کاش! کہ میں نے رسول (ﷺ) کی راہ (اطاعت) اختیار کی ہوتی [سورۃ الفرقان: سورۃ نمبر ۲۵: آیت نمبر ۲۷]۔

کیا اطاعت اور تقلید میں فرق ہے؟

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ ابو عبداللہ بن خواز بنداد البصری رحمہ اللہ نے کہا: شریعت میں تقلید کا معنی یہ ہے کہ ایسے قول کی طرف رجوع کرنا جس کے قائل کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ شریعت میں ممنوع ہے، جو (بات) دلیل سے ثابت ہو اسے اتباع کہتے ہیں [جامع بیان العلم وفضلہ: ج ۲ ص ۹۹۳، رقم ۱۸۹۵]۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: حقیقت میں تقلید، نبی ﷺ کے علاوہ کسی بھی شخص کی بات کو بغیر دلیل کے قبول کرنے کو کہتے ہیں، یہ وہ تعریف ہے جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہوا ہے کہ تقلید اسے کہتے ہیں، اور اس کے باطل ہونے پر دلیل قائم ہے

[الاحکام فی اصول الاحکام: ج ۶ ص ۱۱۶]۔

امام الغزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) لکھتے ہیں: تقلید، بلا دلیل کسی قول کو قبول کرنے کو کہتے ہیں۔

[المستصفی من علم الاصول: ج ۲ ص ۱۳۹]۔

امام علی بن محمد الآمدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۱ھ) لکھتے ہیں: تقلید عبارت ہے غیر کے قول پر بغیر حجت لازمہ کے عمل کرنا... پس نبی ﷺ اور مجتہدین عصر کے اجماع کی طرف رجوع، عامی کا مفتی سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔

[الاحکام فی اصول الاحکام: ج ۴ ص ۲۶۹]۔

امام ابن الحاجب النحوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۶ھ) لکھتے ہیں: پس تقلید، تیرے غیر کے قول پر بغیر حجت کے عمل (کا نام) ہے، اور آپ ﷺ کے قول اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے (اور اسی طرح) عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے کیونکہ اس پر دلیل قائم ہے۔

[مختصر منتہی السؤل والامل فی علمی الاصول والجدل: ج ۲ ص ۱۲۲۸]۔

حنفیوں کی معتبر کتاب "فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت" میں لکھا ہوا ہے: تقلید غیر (نبی) کے قول پر بغیر حجت کے عمل کو کہتے ہیں، یہ عمل سے متعلق ہے اور حجت سے ادلہ اربعہ (یعنی قرآن وسنت واجماع امت اور اجتہاد) مراد ہیں..... پس نبی ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع تقلید میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ دلیل کی طرف رجوع ہے اور اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ تقلید نہیں ہے، اگر چہ بعد والوں نے اس عمل کو تقلید قرار دیا ہے، لیکن اس (تقلید نہ ہونے والے عمل) کا وجوب دلیل سے ثابت ہے لہٰذا یہ دلیل پر عمل ہے، غیر نبی کے قول پر عمل نہیں ہے....

[فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت: ج ۲ ص ۴۳۲]۔

ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوا ہے کہ غیر نبی کے قول کو بغیر سوچے سمجھے، وبغیر دلیل، اپنے لیئے حجت ماننا تقلید ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسا کام کرنے سے اپنے بندوں کو منع فرما

تے ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اور جس کا تجھے علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کر۔

[سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ نمبر ۱۷، آیت نمبر ۳۶]۔

کیا عامی (اَن پڑھ، لاعلم) شخص کا علماء سے مسئلہ پوچھنا تقلید ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: کہو بھلا! جو لوگ علم رکھتے ہیں (یعنی علماء) اور جو علم نہیں رکھتے (یعنی اَن پڑھ عوام) دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ [سورۃ الزمر: سورۃ نمبر ۳۹: آیت نمبر ۹]۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی دو (بڑی) قسمیں ہیں: ایک (۱) علماء (درجات کے لحاظ سے علماء کی کئی اقسام ہیں اور ان میں طالب علم بھی شامل ہیں)، دوسری (۲) عوام (عوام کی کئی اقسام ہی ان میں اَن پڑھ لاعلم بھی شامل ہیں)۔

عوام کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اہل ذکر (یعنی اہل علم) سے پوچھیں جیسا کہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر (یعنی اہل علم) سے پوچھ لو۔

[سورۃ النحل: سورۃ نمبر: ۱۶، آیت نمبر: ۴۳] اور [سورۃ الانبیاء: سورۃ نمبر: ۲۱، آیت نمبر: ۷]۔

یہ پوچھنا تقلید نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنی اطاعت) ہے، اور ہم نے پہلے علماء کرام کے اقوال بہ دلائل بیان کر دیے ہیں کہ عامی (یعنی اَن پڑھ عوام) کا مفتی کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے، دیکھئے باب (کیا اطاعت اور تقلید میں فرق ہے؟)۔

شیخ ابی عبدالرحمٰن مقبل بن ہادی الوادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۲ھ) لکھتے ہیں: پس تقلید جائز نہیں ہے اور جو لوگ عامی (یعنی اَن پڑھ لاعلم) کیلئے جائز قرار دیتے ہیں، ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ (اس کی) دلیل کہاں ہے؟ [تحفۃ المجیب علی اسئلۃ الحاضر والغریب: ص ۲۰۶]۔

﴿کیا دین میں تقلید بدعت ہے؟﴾

امام ابوطالب محمد بن عطیہ الحارثی المکی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۶ھ) لکھتے ہیں: ایک ہی امام کے مذہب پر تفقہ بدعت ہے، قرن اول وثانی میں لوگ اس (تقلید) پر نہ تھے۔

[قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب ووصف طریق المرید الی مقام التوحید: تحقیق محمود بن ابراھیم الرضوانی: ج ۱ ص ۴۴۰]۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: تقلید چوتھی صدی میں پیدا ہوئی۔

[ملخص ابطال القیاس والرأی والاستحسان والتقلید والتعلیل للابن حزم تلخیص الذھبی: باب ابطال التقلید ص ۵۲]۔

ہندوستان کے مشہور صوفی نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۵ھ) کے شاگرد شیخ فخر الدین زرادی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: کسی ایک معین تقلیدی مذہب کی تقلید اختیار کرنا بدعت ہے [نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر للعبد الحی لکنوی: ج ۲ ص ۱۸۶: ترجمہ ۱۸۰، حرف الفاء]۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: اور (تقلید کی) یہ بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے جس (صدی) کی مذمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی (مقدس) زبان سے بیان فرمائی ہے [اعلام الموقعین: ج ۳ ص ۴۸۵]۔

شاہ ولی اللہ محدیث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں: چوتھی صدی سے پہلے کے لوگ کسی خالص ایک ہی مذہب پر متفق نہ تھے [حجۃ اللہ البالغۃ: ج ۱ ص ۲۶۰]۔

مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی حنفی لکھتے ہیں: شریعت وطریقت دونوں کے چار چار سلسلے یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اسی طرح قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یہ سب سلسلے بالکل بدعت ہیں، ان میں سے بعض کے تو نام تک بھی عربی نہیں، جیسے چشتی یا نقشبندی، کوئی صحابی، تابعی، حنفی، قادری نہ ہوئے [جاء الحق، حصہ اول ص ۲۲۲]۔

ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوا ہے کہ تقلید چوتھی صدی کی بدعت ہے۔

امام ابن رجب رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) بدعت کی تعریف لکھتے ہیں: بدعت ہر اس عمل کو کہتے ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو [جامع العلوم والحکم: ج ۱ ص ۱۸۴]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: بلاشبہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلافات دیکھے گا، چنانچہ ان حالات میں میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے ڈاڑھوں کے ساتھ پکڑ لینا اور نئی نئی بدعات سے بچنا، بلاشبہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے [سنن ابوداود، حدیث ۴۶۰۷، وسند

ہ صحیح]۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ: جو شخص (دین میں) ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم (دلیل) نہ ہو تو وہ (کام) مردود ہے [صحیح مسلم: حدیث ۴۴۹۳]۔

یہ بدعتی مقلدین بدعت کی دو بدعتی قسم بیان کرتے ہیں، بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے، پھر بھی یہ حنفی مقلدین بدعت حسنہ کہہ کر تقلید کرتے ہیں، تو ایسے بدعتی لوگوں کے رد میں صرف ایک ہی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ کا قول ہی کافی ہے،: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ہر بدعت گمراہی ہے، اگرچہ لوگ اسے اچھا (بدعت حسنہ ہی) سمجھتے ہوں۔

[الابانۃ الکبریٰ لا بن بطۃ رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۷ھ): ج ۱ ص ۳۳۹ حدیث ۲۰۵، وسندہ صحیح]۔

﴿کیا تقلید شرک کا دروازہ کھولتی ہے؟﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے [سورۃ التوبۃ: سورۃ نمبر ۹: آیات نمبر ۳۱]۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں: علماء نے اس آیات کے ساتھ تقلید کے باطل ہونے پر استدلال کیا ہے، انھیں (ان آیات میں مذکورین کے) کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، کیونکہ تشبیہ کسی کے کفر یا ایمان کی وجہ سے نہیں ہے، تشبیہ تو مقلدین میں بغیر دلیل کے (اپنے) مقلد (امام، رہنما) کی بات ماننے میں ہے۔

[جامع بیان العلم وفضلہ: ج ۲ ص ۹۷۸]۔

امام فخر الدین الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں: ہمارے استاد جو خاتم المحققین و المجتہدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فقہائے مقلدین کے ایک گروہ کا مشاہدہ کیا ہے کہ میں نے انھیں کتاب اللہ کی بہت سی ایسی آیتیں سنائیں جو ان کے تقلیدی مذہب کے خلاف تھیں تو انھوں نے (نہ) صرف ان کے قبول کرنے سے اعراض کیا بلکہ ان کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی [تفسیر کبیر: ج ۱۶ ص ۳۹]۔

شاہ ولی اللہ محدیث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں: اگر تم یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہتے

ہوتو علمائے سوء کو دیکھو، جو دنیا کی طلب اور (اپنے) سلف کی تقلید پر جمے ہوئے ہیں، یہ لوگ کتاب وسنت کی نصوص (دلائل) سے منہ پھیرتے اور کسی (اپنے پسندیدہ) عالم کے تعمق، تشدد اور استحسان کو مضبوطی سے پکڑے بیٹھے ہیں انھوں نے (رسول اللہ ﷺ) جو معصوم شارع ہیں، کے کلام (حدیث) کو چھوڑ کر موضوع روایت اور فاسد تاویلوں کو گلے لگا لیا ہے، اسی وجہ سے یہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں [الفوز الکبیر فی اصول التفسیر: ص ۳۵]۔

سلطان باہو لکھتے ہیں: اہل توحید صاحب ہدایت، عنایت اور تحقیق ہوتے ہیں، اہل تقلید صاحب دنیا اہل شکایت اور مشرک ہوتے ہیں [توفیق الہدایت ص ۱۶۷]۔ اور لکھتے ہیں: بلکہ اہل تقلید جاہل اور حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں [توفیق الہدایت ص ۲۰]۔

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: لیکن اس زمانہ میں ہم نے دیکھا کہ اگر کسی شخص کے دینی پیشوا (یعنی امام) کے کسی قول کے خلاف قرآن اور حدیث کتنا ہی کیوں نہ پیش کیا جائے وہ اپنے دینی پیشوا (یعنی امام) کے قول کے ساتھ چمٹا رہتا ہے اور کہتا ہے کیا یہ قرآن کی آیات اور یہ حدیث ان کو معلوم نہیں تھی اور وہ قرآن اور حدیث کو تم سے بہت زیادہ جاننے والے تھے! [تبیان القرآن: ج ۵ ص ۱۲۲]۔

عبدالقیوم دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: علماء ومشائخ کو خدا بنانا: ان کے علماء ومشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے خواہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہہ دیتے اسی کو سند سمجھتے کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہو گیا اس لحاظ سے فرمایا کہ انہوں نے عالموں اور درویشوں کو خدا ٹھہرا لیا [گلدستہ تفاسیر ج ۳ ص ۱۳۳]۔

اشرف علی تھانوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: یعنی ان کی اطاعت تحلیل اور تحریم میں مثل اطاعت خدا کے کرتے ہیں کہ نص (دلائل) پر انکے قول کو ترجیح دیتے ہیں، اور ایسی اطاعت بالکل عبادت ہے پس اس حساب سے وہ انکی عبادت کرتے ہیں جیسے جاہلوں کی عادت ہے کہ جب رسوم منکرہ سے منع کیا جائے تو اپنے مشائخ سے تمسک کرتے ہیں اس میں نصوص (قرآن وحدیث) کے مقابلہ میں تقلید کرنے کی مذمت ہے۔

[بیان القرآن ج ۲ ص ۱۲۲]۔

اور امداد الفتاویٰ میں لکھتے ہیں: بعض مقلدین نے اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء ومصیب وجوباً مفروض الاطاعت تصور کر کے عزم بالجزم کیا، کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح مخالف قول امام کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہ ہو، پھر بھی بہت سی علل وخلل حدیث میں پیدا کر کے یا اسکی تاویل بعید کر کے حدیث کو رد کریں گے، اور قول امام کو نہ چھوڑیں گے ایسی تقلید حرام اور مصداق قولہ تعالیٰ "انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے" [امداد الفتاویٰ: کتاب البدعات: ج ۵ ص ۳۰۳]۔

تنبیہ: ایک سوال کے جواب میں خود ہی ان تمام باتوں کے خلاف اشرف علی تھانوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: جواب یہ ہے کہ عمل کے لئے تو امام صاحب کا فتویٰ ہی کافی ہے باقی دلائل ہم ڈھونڈتے ہیں تا کہ امام صاحب پر سے اعتراض اٹھا دیں نہ کے عمل کے انتظار کے لئے [القول الجلیل: ص ۴۷، اجتہاد وتقلید کا آخری فیصلہ: ص ۵۹]۔

ایسے لوگوں کے لیئے جو تضاد بیانی کرتے ہیں کہ کبھی نصوص (قرآن وحدیث) کے مقابلہ میں تقلید کرنے کو شرک بھی کہتے ہیں اور اسی کے خلاف اپنے خود ساختہ امام کے اقوال ہی کو اپنے لیئے شرعی دلیل اور عمل کے لیئے کافی سمجھتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جس (پر) تم (خود عمل) کرتے نہیں ہو، اللہ کے نزدیک بہت سخت ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جس (پر تم) خود (بھی عمل) نہیں کرتے ہو [سورۃ الصف: سورۃ نمبر ۶۱: آیت نمبر ۲ تا ۳]۔

کیا تقلید پر امت کا اجماع ہے؟

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: اول سے آخر تک تمام صحابہ رضی عنہم اجمعین اور اول سے آخر تک تمام تابعین رحمہم اللہ اجمعین کا اجماع ثابت ہے کہ ان میں سے یا ان سے پہلے (نبی ﷺ کے علاوہ) کسی انسان کے تمام اقوال قبول کرنا منع اور نا جائز ہے، جو لوگ ابو

حنیفہ، مالک، شافعی، اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ اجمعین میں سے کسی ایک کے اگر سارے اقوال لے لیتے (یعنی تقلید) کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ وہ علم بھی رکھتے ہیں اور ان میں سے جس کو اختیار کرتے ہیں اس کے کسی قول کو ترک نہیں کرتے، وہ جان لیں کہ وہ پوری امت کے اجماع کے خلاف ہیں، انھوں نے مومنین کا راستہ چھوڑ دیا ہے، ہم اس مقام سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام فضیلت والے علماء نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے پس جو شخص ان کی تقلید کرتا ہے وہ ان کا بھی مخالف ہے [النبذ الکافیۃ فی احکام اصول الدین: ص ۷۱]۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں: اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے، تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے [مجموع فتاویٰ: ج ۲۲ ص ۲۴۹]۔

اشرف علی تھانوی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: مگر تقلید شخصی پر تو کبھی اجماع بھی نہیں ہوا۔ [تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۹۰]۔

مفتی تقی عثمانی دیوبندی حنفی لکھتے ہیں: یہ کوئی شرعی (یعنی قرآن وسنت اور اجماع امت کا) حکم نہیں تھا، بلکہ ایک انتظامی فتویٰ تھا [تقلید کی شرعی حیثیت ص ۶۵]۔

غلام رسول سعیدی بریلوی حنفی لکھتے ہیں: امت کا اس پر اجماع ہے کہ عقائد میں تقلید کرنا جائز نہیں ہے، ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ کتاب اور سنت اور عقل سے غور وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کے واحد ہونے کا علم حاصل کرے اور دلیل سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی نبوت کو حق جانے اور مانے [تبیان القرآن: ج ۱ ص ۶۳۰]۔

کیا تقلید کے رد میں صحابہ کرام رضی عنہم اجمعین اور سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین کے اقوال ثابت ہیں؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو۔

[السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰ حدیث ۲۲۳۶، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۳۲۱ حدیث ۲۲۶۹، وسندہ صحیح]۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو (سنو) اگر وہ سیدھے راستے پر بھی (جا رہا) ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔

[کتاب الزہد للوکیع بن الجراح: ص۳۰۰، حدیث ۷۱ وسندہ حسن]۔

امام عامر بن شراحیل الشعبی التابعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں: یہ لوگ جو تجھے رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث بتائیں اسے (مظبوطی سے) پکڑ لو اور جو (بات) وہ اپنی رائے سے (خلاف قرآن و حدیث اور اجماع) کہیں اسے کوڑے کرکٹ میں پھینک دو۔

[سنن دارمی ج۱ ص۲۴۸ تا ۲۴۹ حدیث ۲۰۶ وسندہ صحیح]۔

امام عبدالعزیز رفیع رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰ھ) فرماتے ہیں: امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۴ھ) سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا مجھے اس کے متعلق علم نہیں امام عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام عطاء رحمہ اللہ سے کہا گیا آپ نے اپنی رائے سے جواب کیوں نہیں دیا؟ اس کے جواب میں امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اللہ سے اس بات میں حیا کرتا ہوں کہ زمین میں میری (تقلید) رائے کو دین بنایا جائے۔

[سنن دارمی: ج۱ ص۲۳۴ تا ۲۳۵ حدیث ۱۰۸، وسند صحیح]۔

امام الحکم بن عتبۃ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۵ھ) فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ (فداہ امی وابی وروحی) کے علاوہ اللہ کی مخلوق میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کی بات لی اور چھوڑی نہ جا سکتی ہو صرف آپ ﷺ ہی (ایسی بابرکت اور پاکیزہ شخصیت ہے جن کی ہر بات لینا فرض ہے) [الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ج۶ ص۱۷۹، وسند صحیح]۔

امام ابراہیم بن یزید النخعی رحمہ اللہ کے سامنے کسی نے امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ (تابعی) کا قول پیش کیا تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں تم سعید بن جبیر کے قول کو کیا کرو گے؟ [الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ج۶ ص۱۴۸، وسند صحیح]۔

امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ (فداہ امی وابی وروحی) کی صحیح حدیث آجائے گی اس کے مقابلے میں کسی شخص کی کوئی بات قابل التفات و

اتباع (تقلید) نہیں ہوگی [معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص۲۸۶ حدیث ۱۹۰، وسندہ صحیح]۔

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: میری ہر بات جو نبی ﷺ کی صحیح حدیث کے خلاف ہو (چھوڑ دو) پس نبی ﷺ کی حدیث سب سے زیادہ بہتر ہے اور میری تقلید نہ کرو [آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ص۵۱ وسندہ حسن]۔

امام المزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) لکھتے ہیں: میں نے یہ کتاب امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کے علم سے مختصر کی ہے تاکہ جو شخص اسے سمجھنا چاہے آسانی سے سمجھ لے، اس کے ساتھ میرا یہ اعلان ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی تقلید اور دوسروں کی تقلید (دونوں) سے منع فرما دیا ہے تاکہ (ہر شخص) اپنے دین کو پیش نظر رکھے اور اپنے لئے احتیاط کرے [الام مختصر المزنی ص۷]۔

امام ابوداود رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) لکھتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) سے پوچھا: کیا امام اوزاعی (رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ)) امام مالک (رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ)) سے زیادہ متبع (سنت) ہیں؟ انھوں نے فرمایا: اپنے دین میں ان میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کر

[مسائل ابی داود: ص۳۶۹ رقم ۱۷۹۳]۔

امام ابوجعفر الطحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں: تقلید تو وہی کرتا ہے جو متعصب اور بے وقوف ہوتا ہے [لسان المیزان: ج۱ ص۶۲۶]۔

امام عبداللہ بن المعتز رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۷ھ) فرماتے ہیں: کوئی فرق نہیں تقلید کرنے والے انسان اور ہنکائے جانے والے جانور میں [جامع بیان العلم وفضلہ ج۲ ص۹۸۹، رقم ۱۸۸۷]۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: کسی شخص کے لئے تقلید کرنا حلال نہیں ہے، زندہ ہو یا مردہ (کسی کی بھی تقلید نہیں کرے گا) [کتاب الدعۃ فیما یجب اعتقاد ص۴۲۷]۔

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں: اور تقلید حرام ہے [النبذ الکافیۃ فی احکام اصول الدین: ص۷۰]۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں: کسی ایک مسلمان پر بھی علماء میں سے کسی متعین عالم کی ہر بات میں تقلید واجب نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی شخص متعین کے

مذہب کا التزام کسی ایک مسلمان پر واجب نہیں ہے، کہ ہر چیز میں اسی کی پیروی (تقلید) شروع کر دے [مجموع فتاویٰ: ج۲۰ ص۲۰۹]۔

مزید لکھتے ہیں: جس شخص نے ایک امام مقرر کر کے مطلقاً اس کی اطاعت (تقلید) واجب قرار دے دی چاہے عقیدتاً ہو یا عملاً، تو ایسا شخص گمراہ رافضیوں امامیوں کے سرداروں کی طرح گمراہ ہے [مجموع فتاویٰ: ج۱۹ ص۶۹]۔

امام الزیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) لکھتے ہیں: پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے [نصب الرایہ: ج۱ ص۲۱۹]۔

امام بدرالدین العینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں: پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت تقلید کی وجہ سے ہے [البنایۃ شرح الھدایہ ج۱ ص۳۱۷]

شیخ مقبل بن ہادی الوادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تقلید حرام ہے، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دین میں تقلید کرے [تحفۃ المجیب علی اسئلۃ الحاضر والغریب: ص۲۰۵]۔

اہل حدیث کی طرف سے تمام حنفی مقلدین کو اللہ تعالیٰ کہ اس فرمان مبارک پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد رسول (اللہ ﷺ) کی مخالفت کرے اور مومنوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وسلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین) کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے [سورۃ النساء: سورۃ نمبر۴: آیت نمبر ۱۱۵]۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ہمیشہ کتاب وسنت اور اجماع پر سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین کے فہم کی روشنی میں گامزن و ثابت قدم رکھے۔ آمین!

منجانب ﴿فہم سلف، انڈیا﴾ فیس بک آئی ڈی Fahamussalaf india پر لوگ آن کرے۔ ان شاء اللہ سلسلہ جاری..... وما علینا الا البلاغ۔